ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
45
www.tanzeem.org
18 تا 24 صفر المظفر 1437ھ / یکم تا 7 دسمبر 2015ء

اس شمارے میں

بند گلی سے نکلتا کشادہ راستہ

بندۂ مؤمن کے بنیادی اوصاف
سورۃ المؤمنون کی روشنی میں

اس تیرہ بخت دنیا میں

بے حجابی سے لیتے ہیں فتنے جنم!

سانحۂ فرانس اور اس کے مضمرات

”حرمت سود“ سیمینار

کل جماعتی کانفرنس کا مشترکہ اعلامیہ

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

امت کی وحدت میں مواخات کا کردار

کوئی بھی حکومت صرف امت کی وحدت اور تعاونِ باہمی کی بنیاد پر ہی قائم ہوسکتی ہے، اور افرادِ امت کے درمیان اتحاد وتعاون ممکن نہیں اگر اخوتِ باہمی کا محرک موجود نہ ہو اور وہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرتے ہوں۔ کوئی بھی جماعت جس کے افراد کے درمیان محبت واخوت کا حقیقی رشتہ مفقود ہو، کسی اصول پر متحد نہیں ہوسکتی۔ اور جب تک امت یا جماعت میں فی الواقع اتحاد نہ ہو اس کے ذریعے کوئی حکومت قائم نہیں ہوسکتی۔

اخوتِ باہمی کے لیے بھی ضروری ہے کہ اس سے پہلے کوئی عقیدہ ہو جس پر سب یکجا ہوں اور اس پر ایمان رکھتے ہوں۔ دو الگ الگ اور متضاد فکر یا عقیدے پر ایمان رکھنے والے اشخاص کے درمیان اخوت پایا جانا محض خام خیالی اور وہم ہے، خاص طور پر اس صورت میں جب وہ فکر یا عقیدہ آدمی کو عملی زندگی میں ایک مخصوص کردار کا حامل بناتا ہو۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے دلوں کو ایک کرنے کے لیے اخوت کی بنیاد اسلامی عقیدے کو بنایا، جسے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی جانب سے لے کر تشریف لائے تھے اور جو تمام انسانوں کو صرف اللہ عزوجل کی بندگی کی صف میں رکھتا ہے اور ان کے درمیان کسی طرح کا فرق وامتیاز نہیں کرتا سوائے تقویٰ اور عمل صالح کے امتیاز کے۔ ایسے افراد کے درمیان باہم اخوت، تعاون اور ایثار قائم ہونے کی امید نہیں کی جاسکتی جن کا شیرازہ مختلف عقائد اور افکار نے منتشر کر رکھا ہو اور ان میں سے ہر شخص اپنی انانیت، خودغرضی اور خواہشات نفس کا مالک ہو۔

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

الھدیٰ (682)

ڈاکٹر اسرار احمد

اللہ کا سہارا

سُورۃ بَنِی اِسْرَاءِیل | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | آیات:65 تا 67

اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۝ رَبُّكُمُ الَّذِىْ يُزْجِىْ لَكُمُ
الْفُلْكَ فِى الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الْبَحْرِ
ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝

آیت ۶۵ ﴿اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ﴾ ”یقیناً میرے بندوں پر تجھے کوئی اختیار نہیں ہوگا۔“

تم انسانوں کو بہکانے اور پھسلانے کے لیے جو کچھ کر سکتے ہو کر لو‘ان کے دلوں میں وسوسے ڈالو‘ان سے جھوٹے سچے وعدے کرو اور انہیں سبز باغ دکھاؤ۔ یہ تمام حربے تو تم استعمال کر سکتے ہو‘لیکن تمہیں یہ اختیار ہرگز نہیں ہوگا کہ تم میرے کسی بندے کو اس کی مرضی کے خلاف گمراہی کے راستے پر لے جاؤ۔

﴿وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۝۶۵﴾ ”اور کافی ہے تیرا رب بطور کارساز۔“

وہ بندے جو شیطان سے بچنا چاہیں گے اللہ ان کی مدد کرے گا‘اور جس کسی کا مددگار اور کارساز اللہ ہو اسے کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں رہتی‘وہی اس کے لیے کافی ہوتا ہے۔

آیت ۶۶ ﴿رَبُّكُمُ الَّذِىْ يُزْجِىْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِى الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ﴾ ”تمہارا ربّ وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے لیے کشتیوں کو سمندر میں تاکہ تم اُس کا فضل تلاش کر سکو۔“

﴿اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝۶۶﴾ ”یقیناً وہ تم پر بہت ہی رحیم ہے۔“

آیت ۶۷ ﴿وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الْبَحْرِ﴾ ”اور جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے سمندر میں“

جب کشتی طوفان میں گھر جاتی ہے اور موت سامنے نظر آنے لگتی ہے تو:

﴿ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِيَّاهُ ۚ﴾ ”گم ہو جاتے ہیں وہ سب جنہیں تم پکارتے ہو‘سوائے اُس (ایک اللہ) کے۔“

اس وقت تمہیں اپنے ان معبودوں میں سے کوئی بھی یاد نہیں رہتا جنہیں تم عام حالات میں اپنا مددگار سمجھتے ہو۔ اس آڑے وقت میں تم صرف اللہ ہی کو مدد کے لیے پکارتے ہو۔ یہ مضمون قرآن میں متعدد بار آچکا ہے۔

﴿فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝۶۷﴾ ”پھر جب وہ تمہیں بچا لاتا ہے خشکی کی طرف تو تم منہ موڑ لیتے ہو۔ اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔“

فرمان نبویؐ

اخلاق کی قدر و قیمت

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا: وَكَانَ يَقُوْلُ: ((اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا))

(متفق علیه)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سہواً یا ارادۃً بھی فحش بات منہ سے نہ نکالتے تھے اور فرماتے تھے: ”تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔“

تشریح: جب انسان کی عادات و خصائل ایک خاص سانچے میں ڈھل جائیں، ان میں پاکیزگی اور شائستگی پیدا ہو جائے تو وہ اخلاق حسنہ سے آراستہ ہو جاتا ہے۔ عقیدہ اور فکر کی طہارت، خیالات اور افکار کی صحت، رہنے سہنے میں سلیقہ، کھانے پینے میں ادب اور معاملات اور لین دین میں دیانت اور امانت داری، میل ملاقات میں خندہ پیشانی اور نرم روی، کلام اور گفتگو میں لطافت اور مٹھاس، اچھے اخلاق کی چند بنیادی باتیں ہیں۔

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

18 تا 24 صفر المظفر 1437ھ جلد 24
یکم تا 7 دسمبر 2015ء شمارہ 45

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محمد خلیق
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بند گلی سے نکلتا کشادہ راستہ

نومبر کے آغاز سے کراچی آپریشن سست روی کا شکار تھا، جسے پاکستان میں ہر سطح پر محسوس کیا گیا اور طرح طرح کے تبصرے بھی ہونے لگے کہ شاید فوج اور سندھ کی دونوں سیاسی قوتوں یعنی ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی کی ڈیل ہوگئی ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ حکومت اس آپریشن کے حوالے سے سنجیدہ نہیں ہے کیونکہ وہ پاکستان پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کی سیاسی حمایت کھونہیں دینا چاہتی اور فوج کو حکومت کی غیر سنجیدگی پر شدید اعتراض ہے۔ اس دلیل کو اُس وقت مزید تقویت پہنچی جب کور کمانڈرز کانفرنس کے بعد آئی ایس پی آر نے ایک پریس ریلیز میں حکومت کی گورننس پر سوالیہ نشان لگا دیا بلکہ واضح طور پر کہا کہ آپریشن کی کامیابی کے لیے گڈ گورننس لازم ہے، بالفاظ دیگر وہ اس وقت مفقود ہے۔ حکومت نے بھی نہلے پر دہلا دے مارا اور کہا کہ گورننس گڈ ہی نہیں وری گڈ ہے اور ہر ادارے کو چاہیے کہ وہ اپنی حدود میں رہ کر کام کرے۔ اسی لے دے میں آرمی چیف امریکہ کے دورہ پر روانہ ہو گئے۔ اِدھر آپریشن میں سست روی کی وجہ سے ٹارگٹ کلرز اور دوسرے جرائم پیشہ افراد کی حوصلہ افزائی ہوئی اور کراچی میں کم ہوتی وارداتیں پھر بڑھنے لگی۔ دہشت گردوں نے جمعہ کے روز مسجد کی حفاظت پر مامور رینجرز کی ایک گاڑی پر حملہ کیا اور اُن کے چار اہلکاروں کو شہید کر دیا۔ اس کے بعد آپریشن میں ایسی تیزی آئی ہے کہ رینجرز دن رات چھاپے مار کر گرفتاریاں کر رہے ہیں اور اسلحہ برآمد کر رہے ہیں۔ ایم کیو ایم کے مطابق اُنہیں ٹارگٹ کیا جا رہا ہے اور مقصد یہ ہے کہ اُن کی جماعت کو دیوار سے لگا دیا جائے اور 5 دسمبر کو ہونے والے بلدیاتی انتخابات میں اُن کے لیے مشکلات پیدا کی جائیں۔ ہماری اطلاعات کے مطابق ممکن ہے ایم کیو ایم کے ارکان زیادہ تعداد میں گرفتار ہوئے ہوں لیکن پیپلز پارٹی اور بعض کالعدم تنظیم کے کارکن بھی بڑی تعداد میں گرفتار ہوئے ہیں۔ آصف زرداری کے انتہائی قریبی ساتھی اور جگری دوست ڈاکٹر عاصم حسین کا نوے روزہ ریمانڈ ختم ہونے پر اُن پر دہشت گردی میں معاونت کرنے کے الزام میں مقدمہ درج کرنے کے لیے پولیس کو کہا گیا ہے اور اُن پر پاکستان سے باہر جانے پر پابندی لگا دی گئی۔ علاوہ ازیں شرجیل میمن جو سندھ حکومت کے بڑے اہم وزیر ہیں لیکن کئی ماہ سے گرفتاری کے خوف سے کراچی کی بجائے دبئی بیٹھ کر اپنی وزارت چلا رہے تھے، وہ بھی ای سی ایل کی زد میں آ گئے ہیں۔ گویا سندھ کی دیہی اور شہری دونوں سیاسی قوتیں رینجرز کے نشانے پر ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ جس صورت حال پر احتجاج کرتے ہوئے ایم کیو ایم نے قومی وصوبائی اسمبلیوں اور سینیٹ سے استعفیٰ دیا تھا، حالات اُن کے لیے مزید خراب اور ناموافق ہوئے ہیں تو انہوں نے اپنے استعفے واپس لے لیے ہیں۔ اُدھر وفاقی حکومت زبان سے جو چاہے کہتی رہے اور کراچی آپریشن کو جتنا بھی own کرتی رہے، یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی ہے کہ کراچی میں رینجرز کی یہ کارروائیاں اور بحیثیت مجموعی فوج کا رویہ وفاقی حکومت کو قطعی طور پر پسند نہیں۔ اس لیے بھی کہ سندھ میں پکڑ دھکڑ کے بعد یہ سوال پیدا ہو رہا ہے کہ اِسے سندھ تک کیوں محدود رکھا جا رہا ہے۔ کیا پنجاب میں سب فرشتے بستے ہیں اور کیا پنجاب میں کرپشن نہیں ہو رہی؟ این ایل سی اور نندی پور جیسے میگا پراجیکٹ میں میگا کرپشن ہوئی ہے۔ پنجاب کے ایک وزیر کی وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کے نام پر رشوت لیتے ہوئے ویڈیو میڈیا میں دکھائی جا چکی ہے۔ ایک وزیر پر بیس

افراد کے قتل کا الزام ہے لیکن سندھ میں کارروائی کرنے والی فوج پنجاب کے بارے میں کچھ نہیں کر رہی ہے۔ اس سے صوبائی تعصب پھیلے گا۔ لہٰذا یہ مطالبہ زور پکڑ رہا ہے کہ پنجاب میں اور وفاق میں کرپٹ عناصر کے خلاف فوج کارروائی کرے۔ پھر یہ کہ جنرل راحیل شریف کی ملکی اور غیر ملکی سطح پر بڑھتی ہوئی مقبولیت وفاقی حکومت کو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ عوامی تاثر یہ ہے اور میڈیا اس کو مزید ہوا دے رہا ہے کہ ڈی فیکٹو حکومت جنرل راحیل شریف اور فوج کی ہے۔ ملک میں امن وامان کا قیام اور دہشت گردی کا جو کافی حد تک سدباب ہو گیا ہے اس کا سہرا جنرل راحیل شریف کے سر باندھا جا رہا ہے۔ اس پر حکومت اور فوج میں اختلافات ہیں اور یہ خلیج بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

ہماری رائے میں پاکستان کی سیاسی صورتِ حال اور اداروں کے باہمی تعلقات میں ایسی پیچیدگی پیدا ہو گئی اور ایسا الجھاؤ آ گیا ہے کہ اس گتھی کو سلجھانا کوئی آسان کام نہیں۔ اہل سندھ یا سندھ کی سیاسی قوتوں کا یہ مطالبہ انتہائی جائز اور منطقی ہے کہ اگر فوج نے ان معاملات میں دخل اندازی کرنی ہے تو صرف سندھ میں کیوں، پنجاب اور وفاق کے کرپٹ لوگ کیوں نہیں پکڑے جا رہے ہیں۔ لہٰذا اس جائز مطالبے کو پورا کرنے کے لیے اگر فوج یا رینجرز پنجاب اور وفاق میں اقدام کرتے ہیں تو کیا پاکستان کے سب سے بڑے صوبے اور مرکز کا فوج سے تصادم بچانا ممکن ہو گا؟ فرض کریں سندھ کی طرح پنجاب کے وزراء پر بھی ای سی ایل لگے یا اُنہیں گرفتار کر لیا جائے تو کیا ہو گا؟ وزیر خزانہ اسحاق ڈار عدالت میں دفعہ 164 کے تحت حلفیہ بیان دے چکے ہیں کہ اُنہوں نے منی لانڈرنگ کر کے میاں نواز شریف کا بہت بڑا سرمایہ لندن بھجوایا تھا۔ اگر یہ حلفیہ بیان جھوٹا تھا تو اسحاق ڈار کی پکڑ ہوتی ہے اور اگر سچا تھا تو نواز شریف گرفت میں آتے ہیں۔ ایسی صورت میں یہ نظام کیسے چل سکے گا؟ لیکن دوسری طرف اور اگر فوج پنجاب اور وفاق میں کوئی قدم نہیں اٹھاتی تو کیا جسم کے ایک حصہ سے کینسر ختم کر کے اور دوسرے حصے کا سرے سے کوئی علاج ہی نہ کیا جائے تو ایسی صورت میں پورے جسم کو کینسر سے بچایا جا سکتا ہے؟ ایک جیسے جرائم میں ایکشن مختلف ہو تو بہت سے مسائل کھڑے ہو جائے گے۔ مرکزی حکومت کا یہ موقف ہے کہ فوج صرف اپنا رول ادا کرے۔ وہ حکومت کا ایک ماتحت ادارہ ہے لہٰذا جس کام کا حکومت حکم دے وہ کرے، دوسرا کوئی کام نہ کرے۔ یعنی ضربِ غضب پر حکومتی منشا کے مطابق عمل ہو۔ آئینی لحاظ سے دیکھا جائے تو بات کوئی ایسی غلط بھی نہیں ہے، لیکن جب حکومت کی یہ حالت ہو کہ وہ گورننس کے حوالہ سے مفلوج نظر آئے۔ واپڈا کے لگائے گئے میٹر چیک کرنے کے لیے فوج کو کہا جائے۔ گھوسٹ سکولوں کی تلاش فوج کرے۔ کسی بڑے طوفان، سیلاب یا زلزلہ کی بات الگ ہے کہ ایسی ایمرجنسی میں دنیا بھر میں فوج کو طلب کیا جاتا ہے۔ لیکن سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں ایک فیکٹری کی عمارت گر جائے یا چھوٹی اور معمولی سطح کی آگ ایک آدھ بلڈنگ کو لگ جائے تو فوج کی مدد لیے بغیر چارہ نہیں۔ پھر فوج کا اعتراض یہ بھی ہے کہ دہشت گردوں کے خلاف جنگ میں اُنہیں جھونک دیا جاتا ہے، اُن کے ہزاروں جوان اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر چکے ہیں۔ لیکن سویلین کرپشن سے حاصل کردہ بے پناہ دولت سے دہشت گردوں کے سہولت کار بنے رہیں۔ ہم ملک کو لوٹا جاتا دیکھتے رہیں؟ حکمران خود سرمایہ غیر قانونی طور پر بیرونِ ملک منتقل کرتے ہیں۔ ایان علی جس کی بڑی مثال ہے۔ علاوہ ازیں لانچوں کے ذریعے بھی سرمایہ بے دریغ منتقل ہوتا رہا ہے۔ ملک پر قرضے اس طرح بڑھ رہے ہوں کہ دور ونزدیک سے یہ آواز آ رہی ہو کہ کسی وقت بھی یہ ملک دیوالیہ ہو جائے گا۔ آرمی چیف ہی نہیں، چیف جسٹس آف پاکستان بھی پکار اٹھیں کہ خراب حکمرانی سے لاتعلق رہ کر عوام کو حکمرانوں کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ اس پس منظر میں دہشت گردی کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش میں جل کر بھسم ہونے والے کہہ سکتے ہیں کہ کیا ہم آئینی دائرہ کار کا منہ دیکھتے رہیں اور ملک تباہ ہو جائے؟ آئین ملک کے لیے ہوتے ہیں، ملک آئین کے لیے نہیں ہوتے۔ لیکن دوسری طرف سے یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ کیا فوج اور عدلیہ میں کرپشن نہیں ہے۔ کیا ماضی میں جرنیل آئین شکنی سے اور جج نظریہ ضرورت کے تحت فیصلے کر کے ملک کو نقصان نہیں پہنچا چکے؟ لہٰذا یہ مسئلہ یعنی پاکستان کی سیاسی صورتِ حال انتہائی گھمبیر ہو چکی ہے اور اس کا کوئی حل نظر نہیں آتا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس حوالہ سے بند گلی میں داخل ہو چکے ہیں۔

معاشی دہشت گردی کے خلاف فوج آگے بڑھتی ہے تو نظام ٹھپ ہوتا ہے اور اگر آپریشن ادھورا چھوڑ کر واپسی کا راستہ اختیار کرتی ہے تو گویا بُرائی سے شکست کھانے کا اعتراف ہوتا ہے ایسی صورت میں معاشی اور خونی دہشت گردی ایسے سر اٹھائے گی کہ الامان الحفیظ۔ حالات کو کنٹرول کرنا ناممکن ہو جائے گا۔ فوج کو من چاہی کرنے دی گئی تو آئین اور قانون بُری طرح بھاری بوٹوں تلے روندے جائیں گے۔ پھر اُس کی بھی کیا ضمانت دی جا سکتی ہے کہ وہ وہی کچھ نہیں کریں گے جو سول حکمران کر رہے ہیں۔ لہٰذا بند گلی سے کشادہ راستہ پا لینے اور یہ جو غار کے دہانے کو بہت بڑی چٹان نے بند کر دیا ہے، یہ اسی صورت میں سِرک سکتی ہے اگر اُس خالق ومالک کی طرف رجوع کیا جائے جس نے آسمان کو ستونوں کے بغیر کھڑا کیا ہوا ہے۔ جو کیڑے کو پتھر کے اندر رزق پہنچا رہا ہے۔ جس نے فضاؤں میں پرندوں کو تھاما ہوا ہے۔ جس کے حکم سے کشتیاں پانی پر دوڑتی نظر آتی ہیں۔ جو بے جان سے جاندار اور جاندار سے بے جان کو پیدا کرتا ہے۔ وہ حاکم مطلق جسے اپنے حکم پر عمل درآمد کے لیے صرف ’’کُــن‘‘ کہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ آیئے اُس کا دامن تھام لیں۔ وہ گرتوں کو تھام لیتا ہے۔ ہمارے آگے پیچھے، اندر باہر، اڑوس پڑوس ہر طرف دشمن ہی دشمن ہیں۔ آیئے اُس ’’ایک‘‘ کو راضی کر لیں، یہ سب زیر ہو جائیں گے۔ اور اُس کو راضی کرنا مشکل نہیں۔ اُس فطری نظام کو نافذ کر دیں جو اُس نے انسانیت کی بہتری کے لیے رحمۃ للعالمین اور محسن انسانیت کے ذریعے ہم تک پہنچایا ہے۔

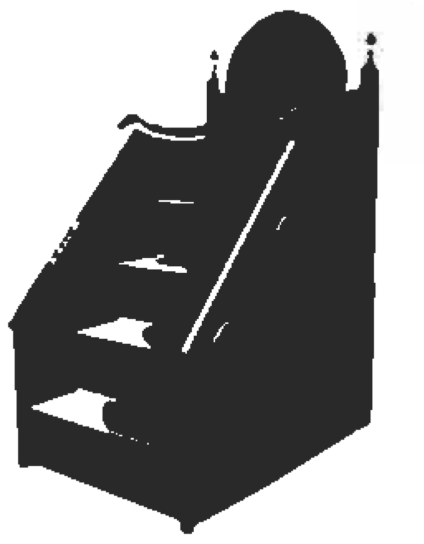

بندۂ مؤمن کے بنیادی اوصاف

سورۃ المؤمنون کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 13 نومبر 2015ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

سورۃ المعارج کی آیات 22 تا 35 گزشتہ جمعہ ہمارے زیرِ مطالعہ تھیں جن میں اہل ایمان کے بنیادی اوصاف بیان ہوئے ہیں۔ یہ مضمون بہت اہمیت کا حامل ہے اور تفسیر قرآن کے حوالے سے ایک اہم اصول یہ ہے کہ اہم مضامین قرآن مجید میں کم سے کم دو مرتبہ آئے ہیں۔ بندۂ مؤمن کے بنیادی اوصاف سورۃ المعارج کے ساتھ سورۃ المؤمنون کی ابتدائی گیارہ آیات میں بھی بیان ہوئے ہیں۔ بندۂ مومن کے کردار کی خوبیوں کے حوالے سے مکمل طور پر آگاہی کے لیے سورۃ المؤمنون کی آیات کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ چنانچہ آج ہم ان آیات کا مطالعہ کریں گے۔ سورۃ المؤمنون کی ابتدا میں فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١﴾

''کام نکال لے گئے اہل ایمان۔''

سورۃ المعارج میں ''مُصلین'' کا لفظ آیا تھا جبکہ یہاں ''مؤمنون'' کا لفظ آیا ہے تو ان دو الفاظ کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مترادف الفاظ ہیں اور مؤمن کی سب سے نمایاں شے یہ ہے کہ وہ نماز پڑھنے والا ہوتا ہے۔ چنانچہ دورِ نبوت اور دورِ صحابہ میں یہ تصور ہی نہیں تھا کہ کوئی شخص مؤمن بھی ہو اور وہ نماز نہ پڑھے۔ اسی لیے اللہ کے حقوق کے حوالے سے سب سے پہلے نماز کا ذکر آتا ہے۔ سورۃ الاعلیٰ میں فرمایا: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝١٤ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝١٥﴾ ''یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے خود کو پاک کر لیا۔ اور اُس نے اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھی۔'' یعنی اللہ پر ایمان لانے کے بعد مسلمان ہونے کی پہچان بننے والی شے نماز ہے۔ اسی لیے بندۂ مؤمن کا پہلا وصف بھی یہ بیان ہوا ہے:

﴿الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝٢﴾

''وہ جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرنے والے ہیں۔''

ایک تو یہ ہے کہ ایمان والے رکوع اور سجود میں جسمانی طور پر جھکتے ہیں اور دوسرا یہ ہے کہ جب اللہ کے حضور کھڑے ہوتے ہیں تو ان کی شخصیت عاجزی اور تواضع کے ساتھ بچھی ہوتی ہے۔ وہ اس فرق کو پہچانتے ہیں کہ ہم غلام اور مخلوق ہیں' جبکہ اس وقت ہم جس سے مخاطب ہیں وہ شہنشاہ ارض و سماوات ہے اور ہمارا خالق اور مالک ہے۔ گویا ایمان والوں کی پہلی خوبی یہ ہے کہ وہ پورے خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

بندۂ مؤمن کا دوسرا وصف یہ بیان ہوا:

مرتب: حافظ محمد زاھد

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝٣﴾

''اور جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں۔''

یاد رکھیے کہ تلاشِ معاش کے لیے بھاگ دوڑ کرنا لغو کام نہیں ہے اس لیے کہ بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے یہ بھاگ دوڑ کرنی پڑتی ہے' لیکن ایسے کام جن کا نہ دنیوی اعتبار سے کوئی حاصل ہو اور نہ آخرت کے اعتبار سے تو یہ لغو کام شمار ہوں گے۔ انہیں ہم عمومی طور پر وقت گزاری کے مشاغل کہتے ہیں' مثلاً لڈو، تاش، شطرنج وغیرہ۔ اب ان سے نہ کوئی جسمانی فائدہ حاصل ہو رہا ہے اور نہ کوئی دنیوی اور اُخروی۔ اس طرح کی چیزوں کے لیے سچے ایمان والوں کے پاس وقت نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ آخرت کے طلب گار ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ یہ دنیا ہمارے لیے کمرہ امتحان ہے جس کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور اس کا نتیجہ ہماری ابدی زندگی میں جا کر نکلے گا۔ پھر یا تو ہمیشہ کی جنت ہو گی یا پھر ہمیشہ کی آگ۔ گویا آخرت کا یقین ہی انسان کو لغو کاموں سے بچاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس کے مقابلے میں سورۃ المعارج میں جو آیات آئی ہیں ان میں آخرت ہی کا بیان ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝٢٦ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝٢٧﴾ ''اور جو فیصلے کے دن کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور جو اپنے رب کے عذاب سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں''۔ یعنی ہر وقت انہیں آخرت کا خیال ہے تو ان کے پاس لغو کاموں کے لیے اضافی وقت ہی نہیں ہے۔ چنانچہ جب تک آخرت کا تصور موجود ہے تو ایک ایک لمحہ انتہائی قیمتی محسوس ہو گا۔

وقت کی اہمیت کے حوالے سے ایک حدیث کا مفہوم میں آپ کو سناتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت کو بھی قیامت کے روز حسرت ہو گی کہ دنیا میں ہم نے بے شمار وقت ضائع کیا تھا اور اگر وہ وقت بھی نیک کاموں میں لگایا ہوتا تو آج ہم انبیاء کے قریب پہنچے ہوتے، ہمارا مقام و مرتبہ اونچا ہوتا اور رب کی رحمتوں اور محبتوں کا سایہ ہم پر ہوتا۔ گویا جنت میں پہنچ کر بھی اہل جنت کو بس اسی بات کی محرومیت کا احساس ہو گا کہ دنیا میں بہت وقت ہم نے ضائع کیا تھا' کاش ہم اس کو صحیح مصرف میں استعمال کر لیتے اور آج ہم انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ہوتے۔

سورۃ المؤمنون میں بندۂ مؤمن کا تیسرا وصف یہ بیان ہوا:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝٤﴾

''اور وہ جو ہر دم اپنے تزکیے کی طرف متوجہ رہنے والے ہیں۔''

سورۃ المعارج میں فرمایا تھا کہ کامیاب اہل ایمان اپنے

اموال میں سے ایک معین حصہ معاشرے کے محروم اور نادار افراد کے لیے مختص رکھتے ہیں۔ انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ جو کچھ ہمیں ملا ہے، یہ ہمارے پاس اللہ کی امانت ہے اور اس میں دوسروں کا بھی حصہ ہے۔ یہ تو بندۂ مؤمن کی شان ہے‘ جبکہ زر پرست آدمی مال کو ڈبل کرنے میں مگن ہوتا ہے۔ اسے یہ خیال نہیں ہے کہ میں ارب پتی بھی بن جاؤں‘ لیکن یہاں آنکھ بند ہوئی تو وہ سارا مال وارثوں کا ہو جائے گا اور میرے کسی کام نہیں آئے گا۔ اس لیے کہ ساتھ تو کچھ جائے گا نہیں، سب یہی رہ جائے گا۔ اسی بات کو اللہ کے رسول ﷺ نے بڑے خوبصورت انداز میں سمجھایا: ’’ابن آدم کہتا ہے کہ میرا مال میرا مال حالانکہ تمہارا صرف وہی ہے جو تم نے صدقہ یا خیرات کر کے جاری رکھا یا کھا کر فنا کر دیا یا پہن کر پرانا کر دیا‘‘۔ (سنن ترمذی) گویا جو کروڑوں اور اربوں ڈالر تجوری میں پڑے ہیں وہ تو تمہارے کسی کام کے نہیں ہیں‘ وہ تو تمہارے وارثین کے کام آئیں گے۔ لہٰذا ایمان اور عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ اس مال کو اللہ کے بنک میں جمع کراؤ، جہاں اتنا منافع ملے گا کہ دنیا میں کوئی بھی ادارہ‘ کوئی بھی بنک نہیں دے سکتا اور پھر وہ مسلسل بڑھتا بھی رہے گا۔

اس ضمن میں یہ یاد رکھیے کہ یہاں ’’زکوٰۃ‘‘ کا لفظ اصطلاحی معنی میں نہیں بلکہ اپنے لغوی معنی میں آیا ہے اور اس سے مراد تزکیۂ نفس ہے۔ اس لیے کہ یہ ابتدائی مکی دور کی سورت ہے اور اُس وقت تک زکوٰۃ ادا کرنے کا ابھی کوئی تصور نہیں تھا۔ چنانچہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کے نفس کے اندر دنیا کی محبت اور مال کی محبت رچ بس چکی ہے‘ لہٰذا باطنی پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے یہ بڑا مؤثر طریقہ ہے کہ آپ مال کو زیادہ سے زیادہ اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مال کی محبت انسان میں بہت زیادہ ہے اور اسی میں انسان کی آزمائش بھی ہے۔ اس لیے کہ مال کی محبت کے ہوتے ہوئے ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ مال کی محبت پاؤں کی بیڑی بنتی ہے اور دنیا کی محبت اپنی طرف کھینچتی ہے۔

ایمان مجھے روکے ہے جو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے کلیسا میرے آگے!

یہ سب تو سمجھ میں آ گیا کہ یہ صراطِ مستقیم ہے جس پر چلیں گے تو کامیاب ہوں گے‘ لیکن اگر مال کی محبت دل سے نہیں نکلی تو وہ قدم قدم پر بریک لگائے گی‘ وہ رکاوٹ بنے گی اور بالآخر پاؤں کی بیڑی بن جائے گی۔ چنانچہ اندر کی پاکیزگی کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بہت ضروری ہے۔ لہٰذا زیر مطالعہ آیت میں لفظ زکوٰۃ باطنی پاکیزگی کے لیے آیا ہے اور پورا فلسفہ ہی اسی کے اندر موجود ہے کہ اللہ کی راہ میں دیتے رہو گے تو پھر دین کے راستے پر چلنے میں آسانی ہو گی اور جو کچھ تم نے دیا ہے وہ آخرت میں تمہارے لیے بہت بڑا اثاثہ اور سرمایہ ثابت ہو گا۔

کامیاب اہل ایمان کا چوتھا وصف یہ ہے کہ:

﴿وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ ۝﴾ (المؤمنون)

’’اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں سوائے اپنی بیویوں یا اپنی لونڈیوں کے‘ تو ایسے لوگوں پر کوئی ملامت نہیں۔ پس جو کوئی بھی اس کے علاوہ کچھ چاہے گا تو ایسے لوگ ہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔‘‘

ان آیات میں عفت و عصمت کی حفاظت اور سیکس ڈسپلن کا بیان ہے۔ یہ آیات انتہائی محکم اور اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہیں کہ یہ تینوں آیات بعینہٖ سورۃ المعارج میں بھی بغیر کسی فرق کے بیان ہوئی ہیں۔ میں یہ بتا چکا ہوں کہ جنسی بے راہ روی قوموں کو تباہ و برباد کر دیتی ہے اور اس سے اخلاق کا دیوالیہ نکل جاتا ہے اور کردار ختم ہو جاتا ہے۔

پریس ریلیز 27 نومبر 2015ء

یورپ میں مسلمانوں پر قافیۂ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔ وہاں ایسی قانون سازی کی جا رہی ہے جس سے مسلمانوں کا یورپ میں قیام مشکل ہو جائے گا

ملت اسلامیہ کا المیہ یہ ہے کہ 57 اسلامی ممالک میں سے کہیں بھی اسلام کا عادلانہ نظام نافذ نہیں ہے

حافظ عاکف سعید

یورپ میں مسلمانوں پر قافیۂ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ سانحہ پیرس کو بنیاد بنا کر یورپ میں ایسی قانون سازی کی جا رہی ہے جس سے مسلمانوں کا یورپ میں قیام مشکل ہو جائے گا۔ سوئیزرلینڈ میں خاتون کے نقاب اوڑھنے پر 6500 پاؤنڈ جرمانہ کی سزا مقرر کر دی گئی۔ حیرت ہے کہ انسانی حقوق اور آزادیٔ نسواں کا ڈھنڈورا پیٹنے والے جانوروں کی طرح برہنہ اور بے لباس رہنے پر کسی قسم کا اعتراض یا تنقید برداشت نہیں کرتے لیکن عورت کے نقاب اوڑھنے یا چہرہ ڈھانپنے پر نہ صرف معترض ہیں بلکہ اسے قانونی طور پر جرم قرار دے رہے ہیں۔ کیا انسانی آزادی صرف عریانی اور بے حیائی تک محدود ہے۔ اُمید ہے ایسی سختیوں سے مسلمانوں کے لیے خیر برآمد ہو گی۔ اُنہوں نے کہا کہ ملت اسلامیہ کا المیہ یہ ہے کہ 57 اسلامی ممالک میں سے کہیں بھی اسلام کا عادلانہ نظام نافذ نہیں ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ عرب میں مبعوث ہوئے اور اللہ کی آخری کتاب قرآن پاک بھی عربی زبان میں ہے لہٰذا دین اسلام کو قائم نہ کرنے کے حوالے سے عرب سب سے بڑے اور اولین مجرم ہیں۔ علاوہ ازیں اہل پاکستان نے بھی یہ خطۂ زمین لا الٰہ الا اللہ کے نعرے پر حاصل کر کے اپنے وعدہ سے روگردانی کی اور اسلام کو عملاً ریاست کا مذہب نہ بنایا۔ لہٰذا عربوں کے بعد پاکستان کے مسلمان اللہ کے نزدیک بڑے مجرم ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ طالبان افغانستان نے قلیل عرصے میں افغانستان کو اسلامی ریاست بنانے کی بھرپور کوشش کی جس کا نقد نتیجہ یہ نکلا کہ ہمیں وہاں اُس دور میں کرائم فری سوسائٹی ایک حقیقت بن کر نظر آتی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان کے مسائل کا بھی واحد حل یہ ہے کہ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنایا جائے اللہ کی مدد یقیناً آئے گی اور پاکستان دنیا میں ایک قوت بن کر ابھرے گا۔ ان شاء اللہ۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

کردار کے حوالے سے دو چیزیں بہت اہم ہیں: ایک ہے عصمت وعفت کی حفاظت اور دوسرا ہے امانت اور عہد کی پاس داری۔ یہ انسانیت کے بنیادی اوصاف ہیں اور ان سے تھوڑا سا بھی اِدھر اُدھر ہونے سے حیوانیت کا راستہ کھل جاتا ہے۔

ان آیات میں ''ملک یمین'' کا ذکر آیا ہے کہ جنسی جذبے کی تسکین کا ایک جائز راستہ لونڈیاں بھی ہیں اور مرد کو اپنی لونڈی سے جنسی تعلق قائم کرنے کی اجازت ہے۔ لونڈیوں کا ادارہ آج کل موجود نہیں ہے، لیکن اُس زمانے میں تھا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام نے اسے مکمل طور پر ختم نہیں کیا ہے' البتہ اسلام نے اس کے اندر بہت سی اصلاحات کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسلام کے ملک یمین کے تصور کے حوالے سے تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔

بنیادی بات یاد رکھنے کی یہ ہے کہ لونڈی اور غلام رکھنا اسلامی نظام کا کوئی لازمی جزو نہیں ہے' چونکہ یہ ادارہ پہلے سے موجود تھا تو اس کی اصلاح کے لیے بہت سے اقدامات کیے گئے۔ پہلی بات تو یہ باور کرائی گئی کہ شرف انسانی میں آزاد اور غلام سب برابر ہیں اور آزادی اور غلامی کی بنیاد پر کوئی اونچ نیچ نہیں ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا:

''لوگو! کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں! اسی طرح کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت نہیں! کسی سرخ وسفید رنگ والے شخص کو کسی سیاہ فام پر کوئی فضیلت حاصل نہیں اور اسی طرح کسی سیاہ فام کو کسی سفید فام پر کوئی فضیلت حاصل نہیں! فضیلت کی بنیاد صرف تقویٰ ہے..... تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے تو غلاموں کے حوالے سے یہاں تک فرما دیا کہ اگر کوئی حبشی غلام تم پر امیر بن بیٹھے تو اس کی سمع و اطاعت بھی تم پر لازم ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو خود کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی انہیں پہناؤ۔ تیسری بات یہ ہے کہ غلاموں کی آزادی کا راستہ بھی کھولا گیا ہے کہ بہت سے گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ غلام آزاد کرنا ہے۔ اس سے پہلے تو لوگ انسانوں کی تجارت کرتے تھے کہ آزاد انسان کو پکڑا' غلام اور لونڈی بنایا اور بیچ دیا جبکہ اسلام کے آنے کے بعد آہستہ آہستہ پہلے اس کی اصلاح کی گئی اور پھر ان کو آزاد کرنے کے راستے کھولے گئے۔ مکاتبت کی اجازت دی گئی کہ اگر کوئی غلام اپنے مالک سے کہہ دے کہ اتنے عرصے کے اندر میں تمہیں اتنی رقم دوں گا تو تم مجھے آزاد کر دینا۔ اس بارے میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ غلام کی یہ بات قبول کرو اور پھر دوسرے مسلمانوں سے بھی مطلوب ہے کہ وہ اس غلام کے ساتھ مالی تعاون کریں تاکہ وہ آسانی سے آزاد ہو سکے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اسلام میں انسانوں کی خرید و فروخت کی اجازت نہیں ہے کہ کسی آزاد کو غلام بنانا اور پھر اس کو فروخت کر دینا۔ ہاں صرف قتال فی سبیل اللہ کے نتیجے میں جو محاذ جنگ پر گرفتار ہوں' ان کو غلام اور کنیز بنانے کی اجازت ہے۔ ان کو معاشرے میں ایڈجسٹ کرنے کے لیے یہ ملک یمین کا تصور دیا گیا اور پھر ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید بھی کی گئی۔

اگلی آیت میں انسانی کردار کے حوالے سے دو بہت اہم وصف بیان ہوئے ہیں۔ فرمایا:

﴿وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ ⑧﴾

''اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

امانت اور عہد کی پاس داری بہت اہم وصف ہیں اور اگر کسی قوم میں سے یہ ختم ہو جائیں تو پھر وہ انتہائی بودی' کمزور اور گلی سڑی قوم بن جاتی ہے۔ جس معاشرے میں عہد کی پاسداری نہ ہو اور امانت کے اندر خیانت کی جاتی ہو تو اسے کرپٹ معاشرہ کہا جاتا ہے اور اسی حوالے سے ساری دنیا میں کرپشن کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ سود، دین کے اعتبار سے تو بہت بڑا گناہ ہے' لیکن دنیا میں اس کو کوئی برائی سمجھا ہی نہیں جاتا۔ کرپٹ ممالک وہ شمار ہوتے ہیں جہاں دھوکہ، بے ایمانی، وعدہ خلافی اور خیانت جیسی برائیاں ہوں۔ ان برائیوں کو ساری دنیا کرپشن شمار کرتی ہے اور یہ جس قوم میں ہوتی ہے اسے کرپٹ قوم تصور کیا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے اس حوالے سے پاکستان ٹاپ ٹین ممالک میں آتا ہے۔ ظاہر بات ہے جس ملک کا سربراہ این آر او سے دھل کر آیا ہو اور جو برملا کہہ رہا ہو کہ وعدے کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا' وعدہ تو بس ایک بات ہے جس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے تو اس ملک کا شمار کرپٹ ترین ممالک میں ہی ہوگا۔

امانت کے حوالے سے یہ بھی یاد رکھیں کہ اسلام میں امانت کا تصور بہت وسیع ہے۔ قوم کی ایک ایک پائی امانت ہے اور جو ذمہ داری کسی کو دی گئی ہے، اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے پورا کرنا امانت اور اس میں کوتاہی برتنا خیانت ہے۔ آج بدقسمتی سے ہمارا معاشرہ ہر اعتبار سے کرپشن کا شکار ہے' جبکہ ان معاملات میں وہ لوگ کم سے کم اپنی قوم کے اندر اچھے ہیں۔ وہاں اگر کوئی شخص حکومتی منصب پر ہوتے ہوئے وعدہ خلافی کرے تو اس کا کیریئر ختم ہو جاتا ہے کہ اس نے عہد کی پاسداری نہیں کی ہے اور اس نے قومی امانت کے اندر بددیانتی کی ہے' لیکن ہمارے ہاں تو پستی اور گراوٹ کی انتہا ہے۔ بہرحال یہ انسانی کردار کے دو بہت اہم وصف ہیں اور مسلمان میں دوسروں کے مقابلے میں یہ اوصاف زیادہ ہونے چاہئیں۔

بندۂ مؤمن کے مندرجہ بالا اوصاف بیان کرنے کے بعد آخر میں ایک بار پھر فرمایا کہ سچے اہل ایمان نماز میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں برتتے:

﴿وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ⑨﴾

''اور وہ جو اپنی نمازوں کی پوری محافظت کرتے ہیں۔''

یعنی انہیں سارا دن اپنی مصروفیت کے دوران بھی یہ خیال رہتا ہے کہ کہیں میری کوئی نماز نہ چھوٹ جائے۔ گویا سچے اہل ایمان نماز پر مداومت بھی کرتے ہیں اور اس کے تمام آداب وقوانین کو کماحقہ ملحوظ بھی رکھتے ہیں۔

بندۂ مؤمن کے اوصاف اور اس کے کردار کی خوبیوں کو بیان کرنے کے بعد اب آخر میں فرمایا جا رہا ہے:

﴿اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ ⑩ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ط ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ⑪﴾

''یہی لوگ ہیں جو وارث ہوں گے۔ وہ وارث ہوں گے ٹھنڈی چھاؤں والے باغات کے' اس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اجْعَلْنَا مِنْھُمْ ! اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اجْعَلْنَا مِنْھُمْ !!

☆☆☆

ضرورت رشتہ

پشاور میں مقیم مروت پٹھان فیملی کو اپنی خوش شکل بیٹی، عمر 30 سال، قد 5.6 انچ، تعلیم ایم اے (ماس کمیونیکیشن، پولیٹیکل سائنس) کے لیے دینی گھرانے سے ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔ ذات برادری کی کوئی قید نہیں۔ والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0344-9871229

اس تیرہ بخت دنیا میں

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

کچھ داغ ہیں درد سے لبالب بھرے جو بعض مواقع پر یکایک دہکنے لگتے ہیں۔ وہ ایک رات 7 اکتوبر 2001ء کی جب یکایک پوری دنیا کی عسکری طاقتیں اپنی بے پناہ قوت اور طاقت لیے ایک کمزور ترین نہتے ملک پر ٹوٹ پڑیں۔ افغانستان جس کے پاس نہ بحری، فضائی بیڑے نہ زمین کا سینہ دہلاتے ٹینک، ہمویز نہ لاکھوں کی فوج! روس کے وقت میں پشت پناہ پاکستان اب خنجر بدست موجود۔ زمین تنگ، آسمان کرگس نما جہازوں کی زد میں۔

مسلمان ابھی اس چرکے سے سنبھلے بھی نہ تھے کہ 20 مارچ 2003ء کو یہی قیامت عراق پر اسی گھن گرج کے ساتھ ٹوٹ پڑی۔ اس قیامت کے کئی نام تھے۔ ڈیزی کٹر، 21 ہزار پاؤنڈ کے MOAB جسے اس کے سائنسی نام کے علاوہ تمام بموں کی ماں کہا گیا! الیکٹرومیگنیٹک برسٹ ہتھیار، بنکر بسٹرز (خندقوں کو تباہ کرنے والے)، لیزر ہتھیار، ڈی پلیٹڈ یورینیم، غرض بموں کی بارات تھی جو مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے ارضی شیاطین کے جلو میں آئی۔ یہ کہتے ہوئے، ہم نے ہر قسم کے ہتھیار بنا رکھے ہیں ہم انہیں استعمال کریں گے۔ اگر وہ کامیاب ہو جائیں اور کسی کو اس بارے پتہ نہ چلے تو خاموشی ہی بہتر ہے۔ یہ جنگ کس ذہنی کیفیت میں لڑی گئی۔ روجر موزی، بی بی سی نیوز کے سربراہ نے اپنی ای میل میں کہا کہ بی بی سی کی جنگ کی کوریج غیر معمولی ہے، جب ہم جنگ کے ایک تھیٹر (میدان) سے دوسرے کی طرف جاتے ہیں تو یہ بالکل فٹ بال گیم کی طرح محسوس ہوتا ہے۔ اور اب آپ جنگ جا بجا ہوتی دیکھ رہے ہیں۔ یہ فٹ بال گیم عراق میں ختم نہیں ہوئی۔ بش کے منہ پر جوتا لگنے کے ساتھ فوجیں تو عراق سے امریکہ نے واپس بلائیں لیکن عراق آج بھی لہولہان ہے۔ جنگ کی صنعت امریکہ وہاں لگا گیا ہے۔ اب یہ سب سے بڑی ملٹی نیشنل ہے جس کی فرنچائز دنیا بھر میں کارفرما ہے۔

تیسرا منظر شام کا ہے۔ شام میں کیمیائی حملے کی خبر گرم تھی۔ نیٹ پر مناظر دیکھے جا سکتے تھے۔ دھڑکتے دل کے ساتھ دیکھنا چاہا۔ وہ منظر کیا تھا؟ ظلم و جبر، قہر اور درندگی مجسم بچوں، نوجوانوں سے زندگی کی سانسیں یوں نوچ رہی تھی کہ دم گھٹ گھٹ کر نہ وہ جی رہے تھے نہ مر رہے تھے۔ خوبصورت، لال گلابی چہرے کرب و اذیت کے جس طوفان سے دوچار تھے، انسانی زبان میں وہ الفاظ نہیں جو اسے بیان کر سکیں۔ ان بچوں کی یاد آج بھی درد و کرب کے الاؤ سینے میں بھڑکا دیتی ہے۔ شام میں یہ سب کس لیے ہوا؟ نہتا افغانستان نشانہ کیوں بنا؟ عراق پر جھوٹ بول کر (جس پر بڑے عالمی ایکٹروں بشمول ٹونی بلیئر نے اقرار جرم کیا ہے) اسے پارہ پارہ کیوں کیا گیا؟

ہمارے ہاں استعمار کے غلاموں نے انکار حدیث کیا مگر دنیائے کفر کے بڑے انہی احادیث (بالخصوص باب الفتن) کی بنیاد پر پالیسی سازی کرتے رہے۔ اوباما نے کہا ہے کہ اب ہم 65 ممالک جنگ کے لیے متحد کر رہے ہیں۔ حدیث میں 80 آئے ہیں۔ یہ تعداد بھی پوری ہو جائے گی! فتنۂ دجال میں ایمان کے لشکروں اور مراکز کے مقامات ہیں شام اور خراسان۔ یہی ان کے بھی اہداف ہیں۔ دجال کے مقابل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے کا مقام بھی دمشق ہے۔ عراق گریٹر اسرائیل کے قیام کے راستے کا پتھر تھا۔ دجالی ایجنڈوں کی تکمیل کے لیے اس کا قلع قمع لازم تھا۔ یوں بھی صدام حسین نے جنگ خلیج کے دوران اسرائیل کو سکڈ میزائیل دے مارنے کی جرأت کی۔ وہ فلسطینی فدائی حملہ آوروں کے لواحقین کو اور جن فلسطینیوں کے گھر اسرائیل نے بلڈوز کیے انہیں مالی مدد فراہم کرتا رہا۔ سو فرد جرم تو بھاری تھی۔ یوں بھی اسرائیلی پارلیمنٹ میں آویزاں گریٹر اسرائیل کا نقشہ دو نیلی لکیروں میں دجلہ و فرات کو ظاہر کرتا ہے۔ (اس نقشے میں خانہ کعبہ بھی شامل ہے!) لگے ہاتھوں یہ بھی تازہ کر لیجیے کہ بانی اسرائیل بن گوریان نے کہا تھا کہ عالمی صیہونی تحریک کو اس خطرے سے غافل نہیں ہونا چاہیے جو اسے پاکستان سے لاحق ہے۔ ہمارا پہلا ہدف پاکستان ہی ہونا چاہیے کیونکہ یہ نظریاتی مملکت ہمارے وجود کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ اس کا مؤثر سدباب مشرف نے کر دیا۔ نظریہ دفن کر دیا۔ امریکہ (اور درپردہ اسرائیل) کی تلوے چاٹ پالیسی بنائی۔ خطرہ بننے کے لائق تمام پاکستانی مار دیئے یا حراستی مراکز میں جکڑ دیے۔ ہمارے بڑوں کے پے در پے طواف وائٹ ہاؤس اور پینٹاگون کے، ان کی قوت و اطمینان کا سامان ہے! اب یہی ہے ہمارا قبلہ و کعبہ۔

یہ تمہید طولانی فرانس میں ہونے والے اچانک حملوں اور بعد ازاں مالی میں ہوٹل پر حملے اور اموات کے ضمن میں ہے۔ تیسری عالمی جنگ تو 2001ء سے جاری ہے، پوپ فرانسس کو اب یورپ میں برسنے والی گولیوں سے 129 افراد کے مارے جانے پر عالمی جنگ کا گمان ہونے لگا؟ شام پر منڈلاتے نیٹو اور روس کے جہاز، ایران حزب اللہ کی فوج، افغانستان اور عراق میں لاکھوں جانوں کا اتلاف، کھنڈرات کے ڈھیر تو ویڈیو گیم تھی؟ مسلمان سرزمینوں پر قیامت رہے اور مغرب کے شہر جگمگاتے، لہلہاتے رہیں؟ مسلمان ممالک جو باقی بچے ان میں فدوی حکمران چن چن کر اہل اسلام پر زمین تنگ کر دیں۔ مارڈالیں یا قید و بند کا شکار ہیں۔ تیسری عالمی جنگ کے سر پر اور کتنے سینگ درکار ہیں؟ اسی فرانس نے الجزائر میں جمہوریت کے نتیجے میں اسلام پسندوں کی جیت پر الجزائری فوج کو اٹھا کھڑا کیا۔ پھر جو بے حساب اہلِ اسلام کے گلے کاٹے گئے ہیں تو وہ وارداتیں صفحات تاریخ پر تو موجود ہیں۔ مسلم ممالک کی فوجوں کو مصر، تیونس، الجزائر، غرض ہر جگہ مغرب نے اپنے ڈھب پر خوب استعمال کیا اور کر رہے ہیں۔ سو مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے کے شائق فرانس (مالی میں بھی فرانسیسی فوج نے ایسی ہی کہانیاں رقم کیں) کو اب لینے کے دینے پڑ گئے۔ انہوں نے ایٹم بموں کے سارے تجربے صحارا (شمال مغربی افریقہ) میں کیے اور تابکاری اثرات مسلمانوں نے سہے، اب فرانس کہہ رہا ہے کہ اس پر ہمارا ردعمل بے رحمانہ ہو گا۔ نجانے کون سی بے رحمی آپ کی لغت میں باقی ہے۔ انتقامی کارروائی میں فرانس کے 12 جہازوں نے داعش کے نام پر بھری آبادی پر بے حساب بمباری کر کے جلتی پر مزید تیل بھڑکانے کا انتظام کیا ہے جس پر نیویارک ٹائمز

بھی چلا اٹھا ہے۔مغرب میں عقل کا افلاس اور بحران ہے۔ہم سے کہہ رہے ہیں کہ مسلم رہنما سوچیں انتہا پسندی نے جڑیں کیسے پکڑیں۔درج بالا حالات کا جوہڑ برپا کر کے جس میں مسلمانوں کے خون اور گوشت کے لوتھڑوں سے بنی دلدل ہے، کیا مسلم نوجوان آپ کو پھولوں کے ہاروں سے لادے گا؟ آپ کے پروردہ ڈالر، پاؤنڈ، یورو یافتہ تو ریڈ زونوں میں رہتے ہیں۔موم بتیاں جلاتے اور پھول چکر چڑھاتے ہیں۔مگر لاکھوں دربدر مسلمانوں کی آنکھوں میں اگر خون اتر آئے تو انہیں روکنا کس کے بس میں ہے جو آپ کے جھولی چک مسلم رہنماؤں کے بس میں ہو گا؟ بلاشبہ عوام الناس تو پیرس کے بھی بے چارے عالمی مافیاؤں کا لقمہ تر بنے۔ناچ رنگ، موسیقی اور بے مقصد زندگی میں اپنا آپ گنوا رہے ہیں۔وہ اسی شیطانی دجالی نظام کی بھیڑ بکریاں تھیں جو اپنے حکمرانو ں کی ریاستی دہشت گردانہ پالیسیوں کی بھینٹ چڑھ گئیں۔دنیا کے عوام کو ہوش کے ناخن لے کر اپنے بڑوں کو روکنا ہوگا ورنہ یہ بھڑکی آگ اور پھیلے گی، خدانخواستہ۔

کہانی کیا ہے، غور کیجیے تو مماثلت مل جائے گی۔ریڈرز ڈائجسٹ میں گورے نے لکھی تھی: ایک پولیس افسر ایک فارم پر گیا۔مالک سے کہنے لگا، مجھے تمہارے فارم کا معائنہ کرنا ہے غیر قانونی کاشت کے سلسلے میں۔مالک نے کہا، ٹھیک ہے دیکھ لیجیے۔بس فلاں کھیت میں نہ جائیے گا باقی سب خیر ہے۔پولیس افسر نے تیوری چڑھائی: جناب والا مجھے محکمہ پولیس کی طرف سے اختیار حاصل ہے۔اس نے اپنا بیج (Badge) نکالا اور تن کر اسے دکھاتے ہوئے بولا، یہ دیکھ رہے ہو؟ اس کا مطلب ہے مجھے اختیار حاصل ہے۔ میں جہاں چاہوں جاؤں۔ کسی سوال جواب کی گنجائش نہیں، میں انچارج ہوں! سمجھے؟ مالک نے شائستگی سے سر ہلایا۔اپنے کام پر چل دیا۔پولیس افسر معائنہ پر نکل کھڑا ہوا۔تھوڑی ہی دیر میں مالک نے چیخ و پکار سنی۔منظر یہ تھا کہ پولیس افسر سرپٹ جان ہتھیلی پر لیے دوڑ رہا تھا۔اس کے پیچھے خونخوار بیل بس اسے آ لینے کو تھا۔ مالک نے اپنے اوزار رکھے اور گلا پھاڑ کر چلّایا: تمہارا بیج، اسے اپنا بیج دکھاؤ بیج! مغرب، یورپ کو (دہشت گردی کی آڑ میں) مسلم دنیا روندنے کا حق بلا سوال و جواب ملا ہوا تھا۔اس پر اگراب کسی باڑے سے سانڈ نکل آیا ہے تو آپ بھی اسے یو این کا خدائی بیج دکھا دیں۔یہی حل ہے!

مغربی عوام کا ردِعمل اور نفسیاتی ہیجان بھی توجہ طلب ہے۔ایک واقعے پر پورا یورپ زلزلہ براندام ہو گیا۔کریکر کی آواز پر بھگدڑ مچ گئی۔پیکٹ مشتبہ لگا تو ائیرپورٹ خالی کروا لیے۔بم کی اطلاع پر (جو جھوٹی تھی) امریکہ نے دو پروازیں واپس اتار لیں۔پورا یورپ ریڈ الرٹ پر ہے۔ گزشتہ 15 سال پاکستان نے جیسے گزارے! آپریشن، دربدر آبادیاں، ایک ایک وقت میں 30،30 لاکھ اپنے ہی ملک میں مہاجر۔لیکن مسلمان عجب قوم ہیں۔ یہاں دیکھیے تو بھرے دھماکوں کے بعد خوف و ہراس کی وہ فضا نہیں ہوتی جو وہاں ہے۔یہاں اس سب کا شکار تقریباً 80 ہزار جانوں کے اتلاف کے باوجود کمزور ترین ایمان پر بھی کھیل، تماشے، شادیاں، بھنگڑے، دیوالیاں۔زندگی حسب سابق جاری وساری۔ایمان کمزور ترین بھی ہو تو اللہ سے ایک رشتہ باندھتا ہے۔ڈھارس بندھاتا ہے۔رب بھی وہ ہے جو 99 قتل کے بعد بھی در توبہ بند نہیں کرتا۔ آخرت کی ایک پوری زندگی ابھی باقی ہے۔یہ صبر کی بیش بہا پونجی دینے والا عقیدہ ہے۔مغرب کا کھوکھلا پن، بے خدا زندگی کا نتیجہ ہے۔انگھبراہٹوں (panic attacks) کے دورے پڑنے کی وجہ یہی روحانی خلاء ہے۔ایک وہ جو بے خوفی سے جان دے دیں۔ایک وہ جو آسائشوں اور حفاظتی حصاروں میں لرزیں!

آؤ اس تیرہ بخت دنیا میں
فکر کی روشنی کو عام کریں

گوشۂ خواتین

بے حجابی سے لیتے ہیں فتنے جنم!

مسز نعیم
(معاونہ، کورنگی شرقی تنظیم، حلقہ کراچی جنوبی)

روزنامہ جنگ میں شائع ہونے والے بیان، جس میں عورت کا اپنے چہرے کو کھلا رکھنا اسلام میں واجب قرار دیا ہے، پڑھ کر حیرت سے زیادہ افسوس اور دکھ اس بات پر ہوا کہ یہ بیان کسی عام مولوی یا مسلمان کا نہیں ہے بلکہ شرعی عدالت کے ''فقہی مشیر اور اسلامی قانون کے استاذ'' محمد اسلم خاکی کا ہے۔ بہت ہی اعتماد کے ساتھ انہوں نے آج تک کے تمام اکابرین اور آئمہ اکرام کے قرآنی فہم کو چیلنج کیا ہے۔ چہرے کے پردہ کے سلسلے میں مختلف آراء اور افکار سامنے آتے رہے ہیں۔ جیسے فکرِ غامدی میں بھی ہمیں چہرے کا پردہ نہیں ملتا۔ فقہ حنفی میں چہرے کو کھلا رکھنا چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے لیکن چہرے کو کھلا رکھنے کو آج تک کسی نے واجب قرار نہیں دیا۔ واجب ایک فقہی اصطلاح ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان عورت اپنا چہرہ ڈھانپتی ہے تو وہ گنہگار ہے۔ استغفراللہ! اسی لیے شاید ہر لحہ اور ہر موڑ پر دین کے فہم کے لیے دعا کی جاتی ہے اور خود اپنے لیے بھی کی جاتی ہے۔ انسان خطا کا پتلا ہے۔ جب اللہ کے احکامات کو اپنی عقل کی کسوٹی پر پرکھتا ہے اور نتائج اپنی عقل کے ذریعے نکالنے کی کوشش کرتا ہے تو گمراہی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

ایک اسلامی قانون کے استاد کا بیان پڑھنے کے بعد ایسا لگا جیسے کسی نے پیروں تلے زمین کھینچ دی ہو۔فتنہ منکرین حدیث، سود کی بڑھتی ہوئی تباہ کاریاں، معاشرے میں بڑھتی ہوئی بے راہ روی، نوجوان نسل کا اختلاط...... خاکی صاحب نے آن کی آن میں ان سب گناہوں اور ان جیسے اور دوسرے بہت سے گناہوں کی رسّی دراز کر دی۔ بظاہر صرف پردے اور مخلوط تعلیمی اداروں کے قیام اور قواعد وضوابط بنانے کا بیان ہے لیکن درحقیقت یہ معاشرے میں بتدریج بڑھتی ہوئی بے حیائی اور بے راہ روی کو مزید فروغ دینے کا ایسا ''عظیم الشان منصوبہ'' ہے جسے یقیناً خاکی صاحب نے اکیلے ترتیب نہیں دیا ہوگا۔

دین کی راہ میں کام کرنے والے ہزاروں، لاکھوں لوگوں کے دل رات دن ایسے دیرینہ خواب کی تعبیر کی تمنا میں دھڑک رہے ہیں کہ کس طرح اسلامی نظام و معاشرے کا قیام عمل میں آئے اور اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم ہو۔ جب تک اسلام کے تصورات اور اس کی تعلیمات پر پختہ یقین و ایمان رکھنے والی اور اس دورِ جدید میں ان پر عمل درآمد کے جذبے سے سرشار، مشکلات و مصیبت سے آگاہی و

ادراک رکھنے والی نسل وجود میں نہیں آئے گی اس وقت تک اس خواب کو حقیقت کا جامہ نہیں پہنایا جاسکتا۔ اور اس نسل کو اسلامی تصورات اور تعلیمات سے دور کرنے کا کنٹریکٹ یقینا خاکی صاحب کو ملا ہے۔

سورۃ النور، سورۃ الاحزاب پردے کے حوالے سے دو اہم قرآنی سورتیں ہیں جن میں گھر کے اندر اور باہر کے پردے کی تفصیلات موجود ہیں۔ پردے کا حکم آنے کے بعد کے سینکڑوں واقعات پردے کی وضاحت کرتے ہیں۔ ایک اسلامی قانون کے استاد اور شرعی عدالت کے فقہی مشیر کیسے ان احکامات سے لاعلم ہو سکتے ہیں؟ میرے رب کے بتائے ہوئے عورت اور مرد کے لیے اوامر ونواہی کس طرح غلط ہو سکتے ہیں؟ رب کائنات نے عورت اور مرد کو تخلیق کیا ہے۔ وہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ اس کی خلق کی ہوئی عورت کو کس چیز سے بچانا ہے، اس کا تحفظ کس بات میں ہے، اس کی عصمت کی حفاظت کس طرح ممکن ہے۔ آج معاشرہ میں جتنی زیادتیاں عورتوں کے ساتھ ہوتی ہیں، اگر پردہ کا اہتمام ہو اور نامحرم کے سامنے عورت نہ ہو تو ایسے جرائم بھی نہ ہوں۔

ایک عورت جب بنا نقاب کے سرعام بازاروں اور شاہراوں پر گھومتی ہے تو کیسے کیسے فتنے جنم لیتے ہیں! اگر چہرے کا پردہ نہ ہوتا تو شادی سے پہلے ایک نظر دیکھنے کی اسلام میں اجازت کیوں دی جاتی؟ یہ بات تو عام ہوتی۔

خاکی صاحب نے بڑے آرام سے تمام پردہ دار عورتوں کو ناپسندیدہ کردار اور مشکوک قرار دے دیا جب کہ قرآن کہہ رہا ہے کہ اپنے چہرے پر چادر کو لٹکا لیا کریں تاکہ پہچانی جائیں کہ مسلمان باکردار عورتیں ہیں اور زمانۂ جاہلیت کی طرح چہرہ اور سینہ کھول کر سرعام گھومنے والی عورتیں نہیں ہیں۔

قرآن اوڑھنی اور چادر کے فرق کو بھی واضح کرتا ہے۔ اوڑھنی (چھوٹی چادر) زمانۂ جاہلیت میں بھی اوڑھی جاتی تھی مگر اس وقت اوڑھنی کو عورتیں سر پر ڈال کر اس کے دونوں پلو پیچھے کر لیتی تھیں اور سینہ کھول کر اپنی زینت ظاہر کیا کرتی تھیں۔ قرآن حکم دیتا ہے کہ ''اور چاہیے کہ وہ اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بکل مار لیا کریں۔'' (سورۃ النور) جب کہ سورۃ الاحزاب آیت نمبر 59 میں گھر کے باہر کے پردے کا بیان کرتے ہوئے چادر کے لیے جلابیب کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کی واحد جلباب ہے۔ ہمارے ہاں اس کا مترادف ''چادر'' ہے۔

سورۃ النور آیت نمبر 31 کا حوالہ دیتے ہوئے خاکی صاحب نیچے بیان کی گئی قرآن کی محرم مردوں کی ایک طویل فہرست کو نظر انداز کر بیٹھے اور محرم کے سامنے یعنی گھر کے اندر کے پردے کو گھر کے باہر کا پردہ قرار دے دیا۔ اگر نا محرم کے سامنے چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت دی گئی ہے تو قرآن کا محرم رشتوں کی طویل فہرست بیان فرمانے کا مقصد؟ اور محرم مردوں کی فہرست میں جان پہچان والی عورتوں کا نام بھی دیا گیا ہے جن کے سامنے عورت اپنا چہرہ اور ہتھیلیاں کھلی رکھ سکتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ انجان عورتوں سے بھی پردہ ہے۔ سر سید احمد خان کا اس حوالہ سے ایک بہت ہی مشہور واقعہ ہے کہ جب ایک انگریز نے اپنی بیوی کو سر سید احمد خان کے گھر کی عورتوں سے ملوانے کے لیے کہا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے گھر کی عورتیں پردہ کرتی ہیں۔ اس انگریز نے کہا کہ آپ کی عورتیں عورتوں سے بھی پردہ کرتی ہیں تو سر سید نے جواب دیا کہ جی ہاں ہمارے ہاں انجان عورتوں سے بھی پردہ ہے۔ خاکی صاحب نے نہایت آرام سے گھر کے اندر کے پردہ کو گھر کے باہر کا پردہ قرار دے دیا جو کہ خالصتاً محرم کے سامنے رہنے کے لیے بیان کیا گیا ہے اور اس میں بھی خاوند اور محرم مردوں میں امتیاز رکھا گیا ہے۔

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اذا اخرجت المراة استشرفها الشیطان))

''عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاک لیتا ہے۔''

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں ایک روز آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ ﷺ نے صحابہ سے سوال فرمایا: ((ایّ شیء خیر للمراة)) ''عورت کے لیے کیا چیز بہتر ہے؟'' صحابہ کرامؓ خاموش رہے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر جب میں گھر گیا اور فاطمہؓ سے میں نے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: ((لا یرین الرّجال و لا یرونهنّ)) ''عورتوں کے لیے بہتر ہے کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مرد ان کو دیکھیں۔'' میں نے ان کا یہ جواب آپ ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((صدقت انّها بضع منّی)) ''انہوں نے درست کہا، بے شک وہ میرا ایک جز ہیں۔''

سونے پر سہاگہ، دوسری طرف خاکی صاحب نے پورے اسلامی دور کو مخلوط تعلیم کے زیر اثر دکھانے کی کوشش کی ہے۔ نوجوان نسل جو مخلوط تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے میں پہلے ہی کوئی برائی تصور نہیں کرتی اب ان کا بیان پڑھنے کے بعد بنا تحقیق کے جائز تصور کرے گی۔ آج کے دور پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں۔ اسکول، کالجز اور یونیورسٹیز کا حال ہمارے سامنے ہے۔ مخلوط تعلیمی ادارے جس بے راہ روی کا شکار ہیں وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ کراچی کے ایک بہت بڑے پرائیویٹ اسکول کے نوٹس بورڈ پر تحریر تھا کہ اگر کوئی اسٹوڈنٹ حاملہ ہو جاتی ہے تو اسکول ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اللہ اکبر!

حضرت عائشہؓ نے آپ ﷺ کے حکم کہ جو حاضر ہو وہ غائب تک پہنچائے، کا فرض بخوبی ادا کیا۔ لڑکے، عورتیں، بچے اور محرم مرد جن سے حضرت عائشہؓ کا پردہ نہیں تھا وہ حجرے کے اندر آ کر حضرت عائشہؓ کے حلقہ درس میں شامل ہوتے۔ دروازہ پر پردہ پڑا رہتا۔ دیگر حضرات حجرہ کے سامنے مسجد نبوی میں بیٹھ جاتے۔ پردہ کی اوٹ میں بیٹھ کر آپ درس دیتیں۔ جن کو اندر آنے کی اجازت نہ تھی، یعنی محرم نہ تھے، وہ افسوس کرتے کہ ہم کو حصول علم کا اچھی طرح موقع نہیں ملتا۔ اگر پردہ نہ ہوتا، مخلوط مدارس ہوتے تو وہ صحابہ کرام اور حضرات افسوس کیوں کرتے کہ ہم اچھی طرح علم حاصل نہ کر سکے؟ اب اس بات سے خاکی صاحب یہ دلیل نہ نکال لیں کہ مخلوط مدارس میں زیادہ بہتر طریقہ سے علم حاصل کیا جاسکتا ہے۔ وہ علم کے طلب گار تھے اور حصول علم کے باوجود ان کو تشنگی کا احساس رہتا۔ خاکی صاحب کی مخلوط تعلیمی اداروں کے قیام اور ان کے اندر قواعد و ضوابط بنانے کی رائے بالکل ایسی ہے جیسے میز پر شراب کی بوتل رکھ دی جائے اور پھر قواعد وضوابط بنا دیئے جائیں کہ یہ حرام ہے۔ اب اس بوتل کو چھونا، پینا سب غلط ہے، صرف سارا وقت اس کو بیٹھ کر تکتے رہنا۔

نوجوان نسل کی اصلاح کیجیے۔ ان کی صحیح سمت میں راہنمائی کیجیے۔ ان کو مزید دلدل میں دھنسنے سے بچانے کی بجائے آپ ان کو اس دلدل میں دھکیلنے پر تلے ہیں جس کی منزل یقینا جہنم ہے۔

پردہ آیا فروغ حیا کے لیے
ذہنی پاکیزگی کی بقا کے لیے
کر رہی ہے ہدایت خدا کی کتاب
اوڑھ لے ہر مسلمان بیٹی حجاب

☆☆☆☆

سانحہ فرانس اور اس کے مضمرات

18 نومبر2015ء کو منعقدہ نشست کی تلخیصی رپورٹ

مہمانانِ گرامی
☆ ایوب بیگ مرزا: ناظم نشرواشاعت' تنظیم اسلامی
☆ رضاء الحق: ریسرچ سکالر تنظیم اسلامی

میزبان: وسیم احمد

سوال: پیرس میں حالیہ دہشت گردی کی ذمہ داری داعش نے قبول کرلی ہے۔ داعش کیا ہے اور یہ کیسے وجود میں آئی؟

رضاء الحق: داعش حقیقت میں القاعدہ کی ایک ٹوٹی ہوئی شاخ ہے۔ 2011ء کے لگ بھگ جب لیبیا پر حملہ کیا گیا تو اس حملے میں فرانس سب سے آگے تھا جبکہ نیٹو' یو ایس انٹیلی جنس اور بعض عرب ممالک اس کی مدد کر رہے تھے۔ اس حملے کا جواز یہ بنایا گیا تھا کہ کرنل قذافی ایک ڈکٹیٹر ہے' وہاں اب جمہوریت کی لہر ابھر رہی ہے اور کچھ باغی گروپ عرب سپرنگ کے نام پر تبدیلی چاہتے ہیں۔ اس وقت ''القاعدہ اِن عراق'' کی ''القاعدہ گلوبل'' سے اس بات پر چپقلش شروع ہوئی کہ ہمیں جارحانہ رویہ اپنانا چاہیے اور آگے بڑھ کر کوئی کارروائی کرنی چاہیے۔ یہاں سے داعش کا آغاز ہوا۔ داعش عربی لفظ ''دولت اسلامیہ عراق وشام'' کا مخفف ہے۔ اس کے بعد ''القاعدہ اِن عراق'' کے ایک لیڈر ابوبکر البغدادی نے وہاں پر اپنی خلافت کا اعلان کیا اور ان کے ساتھ ایک شوریٰ اکٹھی ہوگئی۔ انہوں نے کہا کہ ہم ''القاعدہ گلوبل'' کے ساتھ اپنا تعلق توڑ رہے ہیں' ہم شام کے اندر کارروائی شروع کریں گے جبکہ عراق کو بھی آزاد کرائیں گے۔ یہ ان کا دعویٰ تھا۔

مغربی میڈیا کے مطابق' داعش شدید قسم کی جارحانہ کارروائیاں کر رہی ہے۔ وہ لوگوں کو بلاوجہ مارتے ہیں' قتل و غارت گری میں حصہ لیتے ہیں۔ عراق میں انہوں نے پوری کی پوری یزیدی آبادی کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ شام میں جب النصرۃ فرنٹ کے نام سے باغیوں کا ایک گروہ سامنے آیا تو وہاں پر بہت سارے لوگوں کا قتل عام کیا گیا۔ داعش حربی اور غیر حربی کے تصور پر یقین نہیں رکھتی۔ جو بھی ان کی آئیڈیالوجی کے ساتھ مماثلت نہیں رکھتا' اسے وہ واجب القتل سمجھتے ہیں۔

سوال: صدر پیوٹن کا یہ بیان کس حد تک درست ہے کہ ان کی فنڈنگ میں G-20 کے بعض ممالک بھی شامل ہیں؟

رضاء الحق: اس حوالے سے کوئی ٹھوس شواہد موجود نہیں ہیں۔ مڈل ایسٹ خصوصاً شام میں صورت حال ایسی گھمبیر ہے کہ واضح طور پر یہ بتانا مشکل ہے کہ کون کس کا ساتھ دے رہا ہے اور کون کس کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ البتہ اتنے جدید اسلحے کے ساتھ سامنے آنا' پوری ٹریننگ ہونا' اتنی جلدی لوگوں کا تنظیم کے لیے رستہ چھوڑ دینا اور ان کا ایک بہت بڑے علاقے پر قبضہ کر لینا جبکہ گلوبل سپر پاورز وہاں پر موجود ہیں' یہ سب معاملات تشویش ناک ہیں اور اس پر کچھ سوالات بھی یقیناً ابھرتے ہیں۔

مرتب: محمد خلیق

سوال: کیا یہ خیال درست ہے کہ مغربی ممالک میں ہونے والی دہشت گردی کی کارروائیاں وہاں کے ادارے اپنے سیاسی اور عسکری غلبے کے لیے خود کراتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: اگر ہم دوسری جنگ عظیم سے حالات اور واقعات کا تجزیہ کرنا شروع کریں تو یہ شکوک و شبہات کافی حد تک درست نظر آتے ہیں۔ سی آئی اے نے جو دستاویزات ڈی کلاسیفائی کی ہیں' ان میں بھی یہ تسلیم کیا گیا ہے۔ مثلاً یہ کہ جنگ عظیم دوم میں امریکہ نے ''پرل ہاربر'' پر حملہ باقاعدہ ایک سازش کے تحت کروایا اور اسی بنیاد پر پھر ایٹم بم استعمال کیا۔ کسی ایکشن کے لیے وہ ایک بنیاد بنا دیتے ہیں تاکہ عوام بھی مطمئن رہیں۔ اسی طرح ویت نام کی جنگ سے پہلے گلف آف ٹانکن میں موجود امریکی بحری بیڑے پر خود امریکی فضائیہ نے حملہ کیا۔ وہ غرق ہوگیا تو اس کو بنیاد بنا کر ویت نام کی جنگ چھیڑ دی۔ نائن الیون پر بھی ہمارے ہاں تو پہلے ہی سوالات اٹھائے جا رہے تھے' اب امریکہ میں بھی لوگ کہتے ہیں کہ یہ ''اِن سائیڈ جاب'' تھا۔ البتہ ابھی اس سے متعلق ڈاکومنٹس ڈی کلاسیفائی نہیں ہوئے کیونکہ ایسا ایک مقررہ مدت کے بعد ہی ہوسکتا ہے۔ تاہم' انجینئرز بتاتے ہیں کہ ٹوئن ٹاورز کسی جہاز کے ٹکرانے سے کبھی اس انداز سے نہ گرتے جیسا کہ انہیں گرتے ہوئے دکھایا گیا۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر بالکل بیٹھ گیا تھا۔ پوری عمارت اس طرح گری جیسے پرانی عمارتوں کو گرایا جاتا ہے۔ اس موضوع پر یورپ اور امریکہ میں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ پلاننگ یہ کی گئی کہ جونہی جہاز ٹکرائے' بلڈنگ کے نیچے رکھا گیا بارود بلاسٹ کر دیا گیا اور وہ نیچے آگری۔ پھر یہ کہ اس بات کو ذہن تسلیم نہیں کرتا کہ امریکہ جیسے ملک میں 20 منٹ تک ایسا جہاز جس کی شناخت نہ ہو رہی ہو' فضا میں رہے اور امریکی فضائیہ حرکت میں ہی نہ آئے۔ جو جہاز پینٹا گون میں گرا تھا اور جس نے بلڈنگ کی دیوار میں سوراخ کیا تھا' اس کے حوالے سے مضحکہ خیز پہلو یہ ہے کہ جہاز کا جو حصہ دیوار کی دوسری طرف گرا وہ بڑا تھا جبکہ دیوار میں پیدا ہونے والا سوراخ چھوٹا تھا۔ نائن الیون کے بعد انہوں نے افغانستان پر حملہ کیا' پھر عراق پر حملہ کیا۔ سیون سیون بھی اسی کا حصہ تھا۔ یہ ان مشقوں کے دوران ہوا جو دہشت گردوں سے نمٹنے کی تیاری کے سلسلے میں ہو رہی تھیں۔ ایسی مشقوں میں مصنوعی بارود استعمال ہوتا ہے' لیکن چند پاکستانی برٹش لڑکوں کی بیگ پر اصلی بارود بھرا گیا۔ جب وہ جا کے ٹکرایا تو پھٹ گیا۔ پیرس کے واقعے کے حوالے سے ابھی تک

> داعش شدید قسم کی جارحانہ کارروائیاں کر رہی ہے۔ وہ حربی اور غیر حربی کے تصور پر یقین نہیں رکھتی۔ اپنے نظریاتی مخالفین کو وہ واجب القتل سمجھتی ہے۔

ہمارے پاس کوئی مصدقہ بات نہیں ہے جس کی بنیاد پر ہم کہہ سکیں کہ یہ بھی انہوں نے کروایا ہے' لیکن کسی چیز کی ہسٹری بتاتی ہے کہ آگے کیا ہونے والا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ ویسٹرن ممالک میں کس انداز کی سکیورٹی ہوتی ہے۔ یہ بات ناقابل فہم ہے کہ انتہائی سخت سکیورٹی میں وہ لوگ کس طرح وہاں پہنچ گئے!

سوال: اگر مغرب میں دہشت گردی مسلمان کر رہے ہیں

تو کیا یہ اُن مظالم کا ردِعمل تو نہیں جو افغانستان‘ عراق‘ فلسطین اور کشمیر میں مسلمانوں پر ڈھائے جا رہے ہیں؟

رضاء الحق : پہلی بات یہ ہے کہ کوئی بھی ذی شعور اور اسلام کی تھوڑی بہت سمجھ رکھنے والا شخص کبھی بھی اس چیز کی حمایت نہیں کر سکتا کہ بے گناہ لوگوں کو مارا جائے۔ اسلام کے کچھ حربی اصول ہیں‘ اور ان میں سے ایک اہم اصول یہ ہے کہ جو میدان جنگ میں آپ کے سامنے نہیں ہے اسے آپ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ دوسری طرف‘ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ethics کے حوالے سے مغرب کے ہمیشہ ڈبل سٹینڈرڈ رہے ہیں۔ یہ کوئی آج کی بات نہیں

> یہ خیال کافی وزن رکھتا ہے کہ مغرب میں دہشت گردی کے زیادہ تر واقعات کا اہتمام وہاں کے ادارے اپنے سیاسی اور عسکری غلبے کے لیے خود ہی کرتے ہیں۔

ہے۔ پہلی جنگ عظیم یورپ کے ممالک کو آپس میں لڑوا کر شروع کی گئی‘ جس میں لاکھوں لوگ قتل ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم بھی یورپی ممالک نے شروع کی اور زیادہ ہلاکتیں وہیں ہوئیں۔ پھر ویت نام کی جنگ‘ لیبیا کی جنگ‘ افریقی ممالک میں جنگ‘ شام کے اندر بمباری اور قتل عام۔ مزید یہ کہ کشمیر‘ فلسطین اور چیچنیا میں کئی سالوں سے ظلم ہو رہا ہے۔ ایسے میں لوگ اپنی حکومتوں یا علاقائی‘ عالمی اداروں کی طرف دیکھتے ہیں کہ وہ انہیں کسی قسم کا انصاف مہیا کریں اور ان کی جان و مال کا تحفظ کریں۔ جب ایسا نہیں ہوتا تو لوگ جذبات میں آ جاتے ہیں۔ اگرچہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا لیکن کچھ تنظیمیں ایسے سافٹ ٹارگٹس کو جو جذباتی طور پر متاثر ہوتے ہیں‘ اپنے قابو میں لے لیتی ہیں۔ ان کی برین واشنگ کرنے کے بعد انہیں استعمال کرتی ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تمام واقعات میں مسلمان ہی ملوث ہوتے ہیں‘ لیکن ایک طبقہ ایسا موجود ہوتا ہے جسے کچھ تنظیمیں ناجائز طور پر استعمال کرتی ہیں۔

جن دنوں میں انگلینڈ میں تھا‘ وہاں کی خفیہ ایجنسی ایم آئی سکس مسلمانوں کو باقاعدہ فون کر کے کہا کرتی تھی کہ کوئی ہے جو ہمیں جوائن کرے۔ ہمارے لیے مخبری کرے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ مجھے بھی باقاعدہ آفر آئی‘ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ میرا تعلق ٹیچنگ پروفیشن کے ساتھ ہے اور ایک کمیونٹی ورکر کے طور پر برمنگھم کی ایک بڑی مسجد کے ساتھ میرا رابطہ ہے۔ وہ اندر کے حالات کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ایک پروگرام کے تحت مدرسوں کے لوگوں کو بلایا جاتا تھا اور انہیں کہا جاتا کہ preventing violence & extremism پروگرام کے تحت آپ بچوں پر نظر رکھیں اور ہمیں اطلاع دیں۔ جب لوگ اس طرح کی پریکیوشن کو دیکھتے ہیں اور یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں چاروں طرف سے گھیرا جا رہا ہے تو بہت سارے ایسے افراد جو اسلام کو اچھی طرح سے نہیں سمجھتے ان کی طرف سے پھر اس کا ردعمل آتا ہے‘ جو منفی بھی ہو سکتا ہے اور انتہائی سخت بھی۔ اگرچہ اسے کسی بھی طرح درست طرزِ عمل نہیں کہا جا سکتا‘ بہرحال یہ انسانی نفسیات کا حصہ ہے۔

سوال : کسی علاقے کی قانونی حکومت تبدیل کرنے سے خلا پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہاں فساد برپا ہوتا ہے اور غیر ریاستی عناصر قوت پکڑتے ہیں۔ کیا ایسے فساد کی اصل جڑ خود بڑی قوتیں اور ان کے ادارے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا : آج دنیا میں جو فساد برپا ہے اس کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ مغرب اور امریکہ نے اپنے آپ کو ایک چیز پر فوکس کر لیا ہے‘ یعنی اسرائیل کی ہر قیمت پر حفاظت کرنی ہے۔ یہ چیز انہوں نے طے کر لی ہے اور اب دنیا کے تمام معاملات کو اس کے گرد گھمایا جا رہا ہے۔ ان کے معیارات بدلتے رہتے ہیں اور یہ ڈبل بلکہ ٹرپل سٹینڈرڈ بھی ہو جائیں تو انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ اس بات کا کھلا اعتراف کرتے ہیں کہ ہمیں اسرائیل کو تحفظ دینا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے یہ دیکھا گیا کہ مڈل ایسٹ میں کون کون سے ممالک اسرائیل کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ چنانچہ انہیں فوکس کیا گیا۔ ان میں سے ایک عراق بھی تھا۔ ان کا خیال تھا‘ جس کے درست یا غلط ہونے کا فیصلہ تاریخ کرے گی‘ کہ صدام کا عراق کسی وقت بھی اسرائیل کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ لہٰذا فیصلہ کیا گیا کہ اب یہ دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس کے نتائج کیا نکلیں گے۔ عالمی اور علاقائی طور پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے‘ اس بارے کوئی فکرمندی نہ کی جائے۔ جو ہوتا ہے سو ہو‘ بس اسرائیل کا ڈیفنس کسی طور بھی خطرے میں نہیں پڑنا چاہیے۔ لہٰذا بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار بنانے کا جھوٹ گھڑا گیا‘ اور دنیا میں اس کا اتنا ڈھنڈورا پیٹا گیا جیسے عراق ابھی چاہے تو ساری دنیا کو تباہ کر سکتا ہے۔ یہ سب کچھ اس کے باوجود ہوا کہ عراق پر حملے سے پہلے جو انسپکٹر وہاں بھیجے گئے تھے‘ انہوں نے یہ رپورٹ دی تھی کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس کے بعد یہ مسئلہ کھڑا کر دیا گیا کہ صدر صدام اپنے محل کی تلاشی دیں۔ جان بوجھ کر ایسے اقدامات کیے جاتے رہے کہ جنگ کی نوبت آئے۔ آخر کار ان پر زبردستی جنگ مسلط کر دی گئی۔ صدام جیسا بھی تھا‘ لیکن اس نے عراق میں امن قائم کیا ہوا تھا۔ صدام کو نکالا تو اس کی جگہ مالکی وغیرہ کو بٹھا دیا گیا۔ انہوں نے اہل سنت کے خلاف باقاعدہ محاذ بنا لیا‘ جس کے نتیجے میں القاعدہ اور داعش نے جنم لیا۔ یہ معاملہ اس لیے ہوا کہ وہاں کی سنٹرل قوت کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ یہی کچھ لیبیا میں کیا گیا۔ معمر قذافی ڈکٹیٹر تھا یا جو بھی تھا‘ لیکن اس نے لیبیا میں امن و امان قائم کیا ہوا تھا۔ اس کے بعد آج لیبیا میں شاید کوئی باقاعدہ حکومت ہی نہیں ہے۔ چنانچہ یہ خود ہی ویکیوم پیدا کرتے ہیں‘ جس کے نتیجے میں لوگ آؤٹ آف کنٹرول ہو جاتے ہیں اور پھر تباہی کا راستہ کھلتا ہے۔ ٹونی بلیئر نے حال ہی میں یہ تسلیم کیا ہے کہ وہ سارا جھوٹ تھا‘ محض پروپیگنڈا تھا‘ اور اس حوالے سے میرا ضمیر بڑا داغ دار ہے۔

سوال : لاکھوں افراد کے قتل کے کئی سال بعد معافی نامہ لکھ کر میڈیا کو دے دینا کیا کافی ہے؟ اگر داعش معافی مانگ لے تو کیا دنیا اسے بھی معاف کر دے گی؟

ایوب بیگ مرزا : طاقت ور جرم کرے تو ردعمل کچھ اور ہوتا ہے جبکہ کمزور جرم کرے تو کچھ اور۔ بہرحال اگر مغرب

> آج پوری دنیا کے معاملات کو اس امر کے گرد گھمایا جا رہا ہے کہ جو ہوتا ہے سو ہو‘ ہر قیمت پر اسرائیل کی حفاظت کرنی ہے۔ نتائج کی پرواہ کیے بغیر اسرائیل کا تحفظ یقینی بنانا ہے!

کے داعش پر قتل و غارت کے الزامات درست ہیں تو انہیں کسی صورت معاف نہیں کیا جانا چاہیے۔ عورتوں اور بچوں کو مارنا تو دور کی بات ہے‘ اسلام تو کسی راہ چلتے کافر کے قتل کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ بے شک جو لوگ سافٹ ٹارگٹ

ہوتے ہیں وہ اس میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ یقیناً یہ ان کی غلطی ہے' اور انہیں سزا ملنی چاہیے۔ وہ بہت بڑا جرم کرتے ہیں۔ اصل میں فساد کی بنیادیں بڑی طاقتیں خود ہی پیدا کرتی ہیں۔ جب اس کا نتیجہ نکلتا ہے تو پھر وہ شور مچاتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ جنگ' جنگ کے ذریعے ختم ہو ہی نہیں سکتی۔ اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہر جگہ انصاف ہو۔ فلسطینیوں' شامیوں' کشمیریوں کے ساتھ ظلم نہ ہو تو امن خود بخود قائم ہو جائے گا۔

سوال: مغرب داعش کے خلاف کوئی اتحاد بنا کر ایک میجر آپریشن شروع کرنا چاہ رہا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: داعش کے خلاف وہ میجر آپریشن ضرور کریں لیکن اپنے گریبان میں بھی منہ ڈالیں کہ ہم دنیا میں کیا کر رہے ہیں۔ شاید ہلاکو خان اور چنگیز خان بھی ایسا ظلم نہیں کر سکے جو ظلم آج کی جدید ریاستوں نے افغانستان اور عراق میں کیا ہے۔

سوال: سانحہ پیرس کے بعد کوئی عالمی اتحاد شام کے مسئلے کو پُرامن طور پر حل کر سکے گا؟

رضاء الحق: مجھے شام کی سویلین آبادی کی زیادہ فکر ہے۔ وہ یورپ جا رہے ہیں جبکہ یورپ والے ان کو روک بھی رہے ہیں اور مار بھی رہے ہیں۔ جب وہ شام میں ہوتے ہیں تو وہاں ان پر ہر طرف سے بمباری ہوتی ہے۔

سوال: اب انہوں نے راستے کھول نہیں دیے؟

رضاء الحق: اب تو انہوں نے بند کرنے شروع کر دیے ہیں۔ سرحدوں پر آہنی باڑ لگائی جا رہی ہے۔ بہت سے ممالک نے یورپین کمیشن میں باقاعدہ پٹیشن دائر کر دی ہے کہ اب یہ محض مہاجرین کا مسئلہ نہیں رہا' وہاں سے دہشت گرد بھی آ جاتے ہیں۔ شاید بیک چینل ڈپلومیسی کے تحت مذاکرات ہو رہے ہوں لیکن بظاہر امن کی طرف کوئی راستہ جاتا دکھائی نہیں دیتا۔ جس کا بھی بس چلتا ہے' وہ وہاں حملے کر رہا ہے۔

سوال: اب یورپ میں مسلمانوں کا مستقبل کیا ہو گا؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں کہ یورپ میں بڑی تیزی سے مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی تھی' خصوصاً فرانس میں۔ اہل یورپ کے نقطۂ نظر سے یہ واقعی بڑی تشویش ناک امر ہے۔ چاہے وہ اپنے آپ کو سیکولر کہتے ہوں' لیکن عیسائیوں کے ملک میں آہستہ آہستہ مسلمانوں کی تعداد بڑھتی چلی جائے' یہ ان کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ درحقیقت اس کا باعث وہ خود بنے ہیں۔ ان کا معاشرتی ڈھانچہ تباہ ہونے سے وہاں بچوں کی پیدائش نہ ہونے کے برابر رہ گئی۔ آبادی کم ہونی شروع ہوئی تو انہیں اپنی صنعتوں اور دوسرے کاروبار کے لیے لوگ درکار تھے۔ جو تارکین وطن وہاں گئے' انہی سے انہوں نے اپنا کام چلایا۔ اب موجودہ صورتِ حال سے وہ فکرمند ہیں۔ حالیہ واقعات کے بعد اب اس کا ردعمل شروع ہو گیا ہے۔ مساجد کے باہر لکھ کر لگایا جا رہا ہے۔ ایک سکھ کو مسلمان سمجھ کر اس کی درگت بنا دی گئی ہے۔ مسلمانوں پر ملازمت کے دروازے بند کرنے کا مطالبہ ہے۔ انہیں وہاں سے نکالنے کی سوچ پروان چڑھ رہی ہے۔ ویزہ کی پالیسیوں میں انتہائی سختی ہو گئی ہے۔

سوال: پوپ فرانسس نے ایک نئی عالمی جنگ کا ذکر کیا ہے۔ کیا یہ محض ایک فوری اور جذباتی ردعمل تھا؟

رضاء الحق: میرا نہیں خیال کہ یہ کوئی جذباتی ردعمل تھا۔ اس کی پلاننگ بہت عرصے سے ہو رہی ہے۔ پوپ فرانسس عیسائیوں کے فرقے رومن کیتھولکس کی نمائندگی کرتے ہیں۔ وہ اپنی رومن ایمپائر کے احیاء کے لیے بڑے عرصے سے کام کر رہے ہیں۔ یورپی یونین اسی کی ایک ابتدائی شکل ہے۔ ان سب کا رخ یروشلم کی طرف ہے۔ اسرائیل پہلے ہی وہاں موجود ہے۔ zionist جیوز اور zionist کرسچین جنہیں نیوکانز کہتے ہیں' بہت عرصے سے وہاں کرائسٹ کی آمد ثانی کی تیاری کر رہے ہیں۔ اسی طرح ایسٹرن آرتھوڈوکس رشین بھی استنبول' جہاں ان کے کانسٹنٹائن کا تخت ہوتا تھا اور بیت المقدس' جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی' کو اپنے لیے مقدس سمجھتے ہیں۔ یہ سب مذہبی fanatics ہیں۔

> آخری جنگ سے پہلے جو لڑائی ہو گی اس میں روس' چین اور پاکستان کا اتحاد بننا ممکن ہے۔

سوال: اگر تیسری عالمی جنگ ہوتی ہے تو بظاہر مسلمانوں کا احیاء ممکن نظر نہیں آتا؟

ایوب بیگ مرزا: اگر زمینی حقائق کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ امت مسلمہ میں جان نہیں ہے۔ مسلمان عوام دبے اور پسے ہوئے ہیں جبکہ ان کے حکمران غلامی اختیار کر چکے ہیں۔ البتہ اس کے برعکس ایک دوسری بات بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جو پیشین گوئیاں کی ہیں ان کے مطابق قیامت سے پہلے اسلام تمام دنیا میں غالب ہو گا۔ بظاہر حالات چاہے کتنے ہی ناموافق ہوں' لیکن ہم تو وہی بات تسلیم کریں گے جو ہمارے نبی پاک ﷺ نے فرمائی ہے۔ یہ سب کیسے ہو گا' ہمارے لیے کچھ کہنا اتنا آسان نہیں ہے۔ اگر غور کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ باقی مسلمان ممالک کی چاہے کوئی حیثیت نہ ہو لیکن پاکستان اتنے خراب حالات کے باوجود ایٹمی معاملات میں بہت ترقی کر گیا ہے۔ اس میدان میں وہ اپنے دشمن بھارت سے بہت آگے نکل گیا ہے۔ دوسری طرف روس جہاں اصلی عیسائی بستے ہیں' اس کا بھی امریکہ اور یورپ کے بعض ممالک سے تصادم ہے۔ چین کا پانچ کروڑ کی آبادی کا ایک صوبہ مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ اس طرح کا کوئی اتحاد بن جائے۔

سوال: روس' چین اور پاکستان مختلف مذاہب کے ممالک ہیں۔ ان کا آپس میں اتحاد کیسے ممکن ہو گا؟

ایوب بیگ مرزا: اگر اس وقت جنگ ہو تو ان تینوں کا اتحاد بنتا نظر آ رہا ہے۔ ضروری نہیں کہ پہلی جنگ مذہب کے نام پر ہی ہو۔ شاید آخری جنگ سے پہلے ایک لڑائی ہو جس سے سب کمزور پڑیں گے۔ ایسے میں امکان ہے کہ مسلمانوں کو بڑھنے کا موقع ملے' پھر حضرت مہدی علیہ السلام آئیں جو مسلمانوں کو فتح حاصل کر کے دیں گے۔ اس کے بعد شام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا۔ اس وقت شام میں حالات اگرچہ بہت بگڑے ہوئے ہیں' لیکن نبی ﷺ نے شام کو بھی برکت والی جگہ قرار دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ شام کی دینی نقطۂ نگاہ سے بھی کوئی اہم حیثیت ہے۔ وہاں اس وقت جو فساد یا شر ہے' اس سے خیر ابھر سکتا ہے۔ اس حوالے سے ہم ابھی کوئی دلائل نہیں دے سکتے کہ یہ کس طرح ہو گا' لیکن چونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے تو وہ پورا ضرور ہو گا!

اس پروگرام کی ویڈیو www.tanzeem.org پر ''خلافت فورم'' کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔

- مذہبی طبقہ کو ثابت کرنا ہوگا کہ وہ اس جنگ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ہیں: حافظ عاکف سعید
- مغربی سودی نظام نے ہمیں نہ کوئی خیر فراہم کی اور نہ آئندہ اس سے کوئی خیر برآمد ہونے کی توقع ہے: حافظ عاطف وحید
- سود کے خلاف 1977ء سے زیادہ پُرزور تحریک دینی جماعتوں کی ذمہ داری ہے: ڈاکٹر فرید احمد پراچہ
- دنیا کا جمہوری نظام سودی معاشی چنگل کی پیداوار ہے۔ تمام مکاتب فکر نظام خلافت پر متفق ہیں: اوریا مقبول جان
- اسلامی بینکاری کے نام پر جاری متوازی نظام غیر اسلامی اور حرام ہے: ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی
- سودی نظام کی موجودگی میں امن وسکون کی توقع رکھنا خام خیالی ہے: مفتی حمید اللہ جان
- سودی نظام کے خاتمے کے لیے اسلامی انقلاب برپا کرنے کی ضرورت ہے: علامہ ابتسام الٰہی ظہیر
- سودی نظام کو مسلمانوں کے خلاف جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے: مولانا عبدالرحمٰن مکی

شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ’’حرمت سود‘‘ کے موضوع پر منعقدہ سیمینار کی رُوداد

تنظیم اسلامی پاکستان کے زیر اہتمام تحریک انسداد سود کے سلسلہ میں 15 نومبر 2015ء کو قرآن آڈیٹوریم، گارڈن ٹاؤن لاہور میں ’’حرمتِ سود‘‘ کے موضوع پر ایک فکر انگیز سیمینار کا انعقاد کیا گیا، جس کی صدارت امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید نے فرمائی۔ دیگر مقررین میں معروف ماہر معاشیات و تجزیہ نگار جناب ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی، معروف دانشور و کالم نگار جناب اوریا مقبول جان، جماعت اسلامی کے راہنما ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مہتمم جامعۃ الحمید جناب مفتی حمید اللہ جان، جمعیت اہل حدیث کے مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، جماعۃ الدعوۃ کے راہنما مولانا عبدالرحمان مکی شریک ہوئے۔ مقررین نے اپنے قیمتی خیالات اور علم کے نور سے حاضرین کے دلوں کو منور کیا اور سود کی لعنت کے خلاف ان کے جذبات کو بیدار کیا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض محترم جناب مرزا ایوب بیگ نے ادا کیے۔

پروگرام کا آغاز صبح 10 بجے تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا۔ جناب قاری احمد ہاشمی نے تلاوت کی سعادت حاصل کی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب مرزا ایوب بیگ نے سیمینار کی غرض و غایت بیان کی اور انسداد سود کی کوششوں سے آگاہ کیا۔

حافظ عاطف وحید (ڈائریکٹر شعبہ تحقیق قرآن اکیڈمی لاہور)

جناب حافظ عاطف وحید نے پاکستان میں انسداد سود کے ضمن میں پیش رفت کا مختصر جائزہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی اور انسداد سود کی کوششوں کی تاریخ ساتھ ساتھ چلتی رہی ہے۔ 1947ء میں پاکستان وجود میں آیا تو 1948ء میں سٹیٹ بینک کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ قائداعظم نے اس تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مغربی سودی نظام نے ہمیں کوئی خیر فراہم نہیں کی اور

رپورٹ: ابوعبداللہ

نہ آئندہ اس سے کوئی خیر برآمد ہونے کی توقع ہے۔ انہوں نے بینک کے ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کو تاکید کی کہ ملک کے معاشی نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق قائم کرے، میں خاص توجہ سے آپ کے کام کو دیکھوں گا۔ لیکن ہمارا نظام ابھی تک انگریز سے مستعار خطوط پر چل رہا ہے۔ 1969ء میں کونسل آف اسلامی آئیڈیالوجی نے رپورٹ پیش کی کہ انٹرسٹ کی ہر شکل ربا ہے۔ 1980ء میں کونسل نے ایک تفصیلی رپورٹ حکومت کو پیش کی، اور اسی رپورٹ کی روشنی میں سٹیٹ بینک نے تمام بینکوں کو بینکنگ سسٹم اسلامائز کرنے کا حکم نامہ جاری کیا۔ علاوہ ازیں 1991ء میں وفاقی شرعی عدالت نے بینک انٹرسٹ کو سود قرار دیا، لیکن حکومت نے اس کے خلاف سپریم کورٹ میں رٹ داخل کر دی۔ 1991ء سے 1999ء تک یہ مسئلہ سرد خانے میں پڑا رہا۔ 1999ء میں حکومت نے اپنی اپیل واپس لینے کا عندیہ دیا۔ 23 دسمبر 1999ء کو کورٹ نے فیصلہ دیا کہ فیڈرل شریعت کورٹ کا فیصلہ من جملہ درست ہے۔ 2002ء میں وہ فیصلہ آیا جو ہمارے ماتھے پر سیاہ داغ ہے، جس میں شریعت کورٹ کے فیصلہ کو غلط قرار دیا گیا۔ 2013ء میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے سپریم کورٹ میں سود کو ختم کرنے کے لیے درخواست دائر کی۔ 2015ء میں سپریم کورٹ نے درخواست یہ کہہ کر خارج کر دی کہ جو سود نہیں لینا چاہتے نہ لیں اور جو سود لے رہے ہیں ان کو اللہ پوچھے گا۔

محترم عاطف وحید نے کہا کہ میں نے آپ کے سامنے انسداد سود کے ضمن میں پیش رفت کا مختصر جائزہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری یہ کاوش وجدوجہد قبول فرمائے، اور سود کے خلاف مزید کوشش کی توفیق دے۔ آمین!

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ (راہنما جماعت اسلامی)

جناب فرید احمد پراچہ نے اپنے خطاب میں انسداد سود کے ضمن میں حکمرانوں اور عدلیہ کی بدنیتی اور نااہلیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ عالمی معاشی نظام تو 2008ء

میں کرش ہو چکا ہے۔'' وال سٹریٹ پر قبضہ کرو تحریک اس کی گواہ ہے۔ امریکہ 19 ہزار ارب ڈالر کا مقروض ہے۔ آئی ایم ایف ڈبلیو ٹی او اور ورلڈ بینک تباہی کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں اور اپنی ساکھ بچانے کے لیے سعی لاحاصل کے طور پر ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں جبکہ ہم اب بھی اس ڈوبتی کشتی کو نجات کا ذریعہ سمجھ رہے ہیں۔ نتیجہ کے طور پر ہم 70 ارب ڈالر کے مقروض ہیں جبکہ اب تک 94 ارب ڈالر سود ادا کر چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سیکولر اور بے دین طبقہ انتہائی قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود غیر معمولی اکثریت رکھنے والی دینی جماعتوں اور مذہبی طبقہ کے خوف سے بے پرواہ ہو کر شہ پا رہا تھا۔ لہٰذا دینی جماعتوں اور مذہبی طبقہ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری بن گئی ہے کہ خاص طور پر سود کے خاتمہ کے لیے متحد ہو کر 1977ء سے بھی زیادہ پُرزور تحریک چلائیں۔

اوریا مقبول جان (دانشور، کالم نگار)

جناب اوریا مقبول جان نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ سود کو تجارت کہنے والے گمراہ لوگ ہیں جو دجال کے پیروکاروں کے ساتھ کھڑے ہیں۔ انہوں نے تاریخ کے آئینے میں سود کا بدنما چہرہ دکھاتے ہوئے بتایا کہ دنیا کا جمہوری نظام سودی معاشی جنگل کی پیداوار ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ اللہ تو دنیا پر نظام خلافت کا غلبہ چاہتا ہے۔ کیا خلافت یو این او اور آئی ایم ایف کے ماتحت ہو سکتی ہے؟ لہٰذا موجودہ دور میں جو صف بندیاں ہو رہی ہیں ان سے خوب واضح ہو رہا ہے کہ کون حزب اللہ کے ساتھ ہے اور کون دجالی لشکر کے ساتھ کھڑا ہے۔

ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی (دانشور، ماہر معاشیات)

جناب ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی نے اپنے خطاب میں سود کی خباثت، ہلاکت خیزیوں اور تباہ کاریوں پر روشنی ڈالتے ہوئے واضح کیا کہ اسلامی بینکوں کے نام سے جاری متوازی نظام بینکاری غیر اسلامی اور حرام ہے۔ سودی نظام کو دوام بخشنے کے لیے رائج اسلامی نظام بینکاری دین کے تقاضے پورے نہیں کرتا۔ اسلامی نظام کے آنے سے منافع خوروں کے مفادات پر زد پڑتی ہے لہٰذا وہ انسداد سود کی کوششوں کے راستے میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

مفتی حمید اللہ جان (مہتمم جامعۃ الحمید، لاہور)

مفتی حمید اللہ جان نے اپنے خطاب میں کہا کہ سودی نظام کی موجودگی میں امن و سکون کی توقع رکھنا خام خیالی ہے۔ انہوں نے اسلامی نظام معیشت کی برکات و ثمرات پر روشنی ڈالتے ہوئے دینی جماعتوں اور مذہبی طبقہ سے انسداد سود کے لیے پُرزور تحریک جاری رکھنے کی استدعا کی۔

ابتسام الٰہی ظہیر (مرکزی ناظم اعلیٰ، جمعیت اہلحدیث)

جناب ابتسام الٰہی ظہیر نے اپنے خطاب میں کہا کہ سودی نظام کی بنیاد انسانیت کے استحصال پر رکھی گئی جس میں جذبۂ خیر خواہی اور غریب کے نفع و نقصان کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ انہوں نے کہا کہ سودی نظام کے خاتمے کے لیے اسلامی انقلاب برپا کرنے کی ضرورت ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن مکی (راہنما جماعۃ الدعوۃ)

جماعۃ الدعوۃ کے راہنما عبدالرحمٰن مکی نے اپنے خطاب میں کہا کہ سودی نظام کو مسلمانوں کے خلاف جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ اسلامی بینکاری الفاظ کا ہیر پھیر اور شوگر کوٹڈ گولی ہے۔

حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی)

آخر میں امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید نے تمام مقررین اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اپنے قیمتی وقت میں کچھ وقت نکال کر اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے وقف کیا۔ انہوں نے سودی نظام کی تباہ کاریوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ پوری قوم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف حالتِ جنگ میں ہے۔ ان حالات میں دینی جماعتوں کو پُرزور تحریک کی صورت میں ثابت کرنا ہوگا کہ وہ اس جنگ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ میں سپریم کورٹ کے جسٹس سرمد جلال عثمانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کے ریمارکس سے قوم میں ایک ہلچل پیدا ہوئی ہے، حالانکہ وہ اس بات پر اللہ کی عدالت میں بہت بڑے مجرم ہیں۔ تنظیم اسلامی کی طرف سے سود کے خلاف دائر کی گئی پٹیشن کے خارج ہونے پر ہم نے پاکستان بھر میں سود کے خلاف ایک بھرپور تحریک چلانے اور سود کی شناعت اور اس کے دینی و دنیوی نقصانات کے حوالے سے لوگوں کو آگاہی دینے کے لیے ایک عوامی مہم کا آغاز کیا ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی آج کا یہ سیمینار ہے۔

الحمدللہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی قائم کردہ تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن دونوں ادارے یہ فریضہ کئی عشروں سے سرانجام دے رہے ہیں اور اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اللہ کا دین اور اُس کا نظام اس ملک میں قائم اور غالب ہو۔ چونکہ اس وقت اس ملک میں اللہ کا نظام غالب نہیں ہے تو اس کے لیے مل جل کر جدوجہد کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے اور لوگوں کو ذہناً اس کے لیے تیار کیا جا رہا ہے۔ اللہ کی رحمت اور نصرت تبھی ہمارے شامل حال ہو گی جب ہم اللہ کے دین کو قائم کریں گے۔ لہٰذا اللہ کے نظام کو اس ملک میں قائم کرنے کے لیے کوشش کرنا ہر مخلص مسلمان پر لازم ہے۔

سود کے حوالے سے آگاہی پیدا کرنے کے لیے تنظیم اسلامی نے دو پمفلٹ تیار کیے ہیں۔ ایک فولڈر ٹائپ ہے جس میں آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں سود کی شناعت کو بیان کرنے کے ساتھ سود خور کی دوزخ میں سزا، سودی نظام کی حقیقت اور اس حوالے سے باقی جزئیات کا تذکرہ موجود ہے۔ اسی طرح ایک ہینڈ بل ہے جس میں پاکستان میں سود کے خاتمے کے حوالے سے قانونی اور دستوری سطح پر ہونے والی کوششوں کا اجمالی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ دونوں چیزیں اس وقت ہم عام کر رہے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں لوگوں میں مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ اسی طریقے سے ایک کتابچہ بھی تنظیم اسلامی نے شائع کیا ہے: ''سود: حرمت، خباثتیں اور اشکالات''۔ یہ کتابچہ بھی بڑے پیمانے پر لوگوں میں فری تقسیم کیا جائے گا۔ سودی معیشت کے حوالے سے بہت سے سوالات اور اعتراضات کیے جاتے ہیں، ان سب کا جواب اس کتابچہ میں موجود ہے۔ چنانچہ 'سود کی حقیقت' اسلام میں سود کی خباثت و شناعت اور اس پر کیے جانے والے اعتراضات کے جوابات کے سلسلے میں یہ بہترین ڈاکومنٹ ہے۔

قائداعظم نے 1948ء میں کہا تھا کہ میں خود ذاتی طور پر دلچسپی لے کر اس مسئلے کو دیکھوں گا کہ اسلام کے معاشی اصولوں پر یہاں بینک کا نظام قائم کیا جائے، اور یہ کہ آج کے سودی نظام نے انسانیت کو محرومی کے سوا کچھ نہیں دیا، ہمیں اسے چھوڑ کر اپنے اسلامی نظام کو قائم کرنا ہے۔ 1948ء میں سٹیٹ بینک کے افتتاح کے موقع پر کی

گئی یہ تقریر ریکارڈ کا حصہ ہے لیکن اس مسئلے کو آج تک سب سے زیادہ نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

ہم نے اس پروگرام میں داستان سن لی ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں سود کے حوالے سے کیا کچھ ہوتا رہا۔ سرکاری سطح پر سود کی حوصلہ افزائی ہوتی رہی ہے اور عدالتی طور پر کوئی منصفانہ فیصلہ کرنے سے کس طرح گریز کیا گیا، حالانکہ ہمارے دستور کے آرٹیکل 38F کے اندر یہ وضاحت موجود ہے کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ جلد سے جلد سود کا خاتمہ کرے۔ سوال یہ ہے کہ اگر حکومت اور عدلیہ سود کے معاملے میں مجرمانہ غفلت کر رہے ہیں تو کیا ہمیں اس مسئلہ پر کوئی بڑی تحریک نہیں اٹھانی چاہیے؟ کیا اللہ اور اس کے رسولؐ سے حالت جنگ میں رہنا قابل برداشت ہے؟ کیا اس کیفیت سے نکلنا ہماری ترجیح اول نہیں ہونی چاہیے؟

تنظیم اسلامی نے سب سے بڑے معاشی منکر ''سود'' کے خلاف عوامی مہم اور ایک بھرپور تحریک کا آغاز کیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ بھی اس میں شریک ہوں اور یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کاوشوں کو قبول فرمائے اور اس ملک کی معیشت کو سود نظام سے پاک کر دے۔ آمین!

میری تمام جماعتوں کے اکابرین سے اپیل ہے، جن کے پیچھے لاکھوں افراد چلنے والے ہیں، چاہے وہ دیوبندی مکتبہ فکر ہو، وہ بریلوی یا اہلحدیث مکتبہ فکر ہو، کہ اٹھیں کیونکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اللہ ہمیں اس راستے پر آگے بڑھنے کی توفیق دے۔ مجھے یقین ہے کہ جب یہ دینی جماعتیں اور ان کی قیادتیں آگے بڑھیں گی تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا۔ پاکستان کی تاریخ گواہ ہے کہ ماضی میں کئی معاملات پر دینی جماعتوں کے اتحاد کے سامنے حکومت نے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔ وہ لیڈ کریں، ہم بھرپور تعاون کریں گے اور پوری قوم بھی ساتھ دے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی انداز سے آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

''تجارت و معیشت اور سودی نظام: اسلام کی نظر میں''

تحریک نفاذِ اسلام کے زیرِ اہتمام سیمینار کی رُوداد

رپورٹ: وسیم احمد

تحریک نفاذ اسلام کے امیر شیخ الحدیث مفتی حمید اللہ جان ہیں۔ انہوں نے عملی اعتبار سے سب سے بدترین گناہ سود کی حرمت کے حوالے سے اور دینی جماعتوں کی طرف سے جاری انسداد سود مہم کے پس منظر میں فیروز پور روڈ پر واقع شادی ہال میں 19 نومبر 2015ء بعد نماز مغرب ایک سیمینار کا انعقاد کیا۔ اس پروگرام میں کئی جید علماء کرام، مفتیان عظام اور دینی رہنما مدعو تھے۔ راقم کو بھی امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کی معیت میں اس پُر وقار محفل میں حاضری کا موقع ملا۔

حافظ عاکف سعید نے اپنے خطاب میں سود کے حوالے سے آیات قرآنی واحادیث کی تلاوت کے بعد کہا کہ پاکستان میں معاشی، معاشرتی اور سیاسی سطح پر اسلام نافذ نہیں ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں تمام قوانین 1935ء کے برٹش ایکٹ کے تحت چل رہے ہیں۔ دستور پاکستان جسے پاکستان میں مقدس مقام حاصل ہے، اس میں بھی غیر اسلامی دفعات موجود ہیں۔ ملک میں تقسیم دولت کا غیر منصفانہ نظام رائج ہے جس سے انسان شرف انسانیت سے محروم ہوتا جا رہا ہے۔ ہماری معیشت سودی نظام کے شکنجے میں ہے۔ سود کی خباثتیں بیان کرنے کے لیے قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں جتنے سخت احکامات آئے ہیں، کسی اور گناہ کے بارے میں اتنے سخت الفاظ میں وعید نہیں آئی۔ یہودی اسی ملعون سودی نظام کی وجہ سے پوری دنیا کی معیشت کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ ہمارے معاشرے کے محروم طبقات ملک میں سودی نظام معیشت رائج ہونے کی وجہ سے محض کولھو کا بیل بن چکے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے حکمران سودی نظام سے نجات حاصل کرنے میں سنجیدہ نہیں۔ ہم بحیثیت قوم مقروض نہیں بلکہ گروی رکھ دیے گئے ہیں۔ پاکستان کا ہر فرد ایک لاکھ چھ ہزار روپے کا مقروض ہو چکا ہے اور ہماری قوم کی عظیم اکثریت خط غربت سے بہت نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔

حافظ عاکف سعید نے پاکستان میں انسداد سود کے لیے کی گئی کوششوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا کہ سپریم کورٹ بینک انٹرسٹ کو ربا قرار دے چکی ہے۔ ہماری حکومتوں کی ہٹ دھرمی کے باعث وفاقی شرعی عدالت میں کیس تقریباً 15 سال سے فیصلے کا منتظر ہے۔ کچھ عرصہ قبل ہم نے سپریم کورٹ میں یہ رٹ دائر کی کہ سپریم کورٹ ملک کی اعلیٰ ترین عدالت ہونے کے ناطے حکومت کو سودی نظام کے خاتمے کے لیے آرڈر جاری کرے۔ سپریم کورٹ نے کیس کی چند ساعتوں کے بعد یہ فیصلہ دیا کہ یہ معاملہ چونکہ وفاقی شرعی عدالت میں زیر التواء ہے لہٰذا وہی عدالت اس کیس کا فیصلہ کرے گی۔ کیس کی سماعت کے دوران جسٹس سرمد جلال عثمانی نے، جواب ریٹائر ہو چکے ہیں، متنازعہ اور پوری قوم کی دل آزاری کرنے والے ریمارکس دیے جس کی وجہ سے پوری پاکستانی قوم میں ہلچل اور بے اطمینانی کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ محترم امیر تنظیم نے کہا کہ ایک اعتبار سے ہم سپریم کورٹ کے مشکور ہیں کہ جج صاحب کے ان ریمارکس نے قوم کو جگا دیا اور ہمیں بھولا ہوا سبق یاد کروا دیا ہے۔ سود کے خاتمے کے حوالے سے حکمرانوں کی بددیانتی بہت واضح اور عیاں ہے۔ انہوں نے انسداد سود کے حوالے سے اب تک کی جانے والی کوششوں کی تفصیل حاضرین کے گوش گزار کی، جسے حاضرین نے بہت سراہا۔ انہوں نے کہا کہ ملک سے سودی نظام کے خاتمے کے لیے اسلامی سکالرز اور دانشوروں کی رپورٹس سے استفادہ کرنا چاہیے۔ سودی نظام کا خاتمہ اسلامی نظریاتی کونسل کا نہیں بلکہ پارلیمنٹ کا کام ہے۔

محترم حافظ عاکف سعید نے دینی جماعتوں پر زور دیا کہ وہ متحد ہو کر ملک میں مکمل نفاذ شریعت اور سود کے خاتمے کے لیے تحریک چلائیں۔ انہوں نے علماء دیوبند سے گزارش کی کہ وہ تمام دینی جماعتوں کو ملک میں نفاذ اسلام کی پُرامن تحریک کے لیے آمادہ کریں۔ اگر دینی جماعتیں ایسی تحریک کے لیے آمادہ نہ ہوں تو علماء دیوبند اور ان کے زیر انتظام چلنے والے مدارس اس نیک کام کا آغاز کر دیں۔ دینی جماعتوں میں بہت دم خم ہے۔ اگر یہ متحد ہو کر سود کے خاتمے اور ملک میں نفاذ اسلام کے لیے تحریک چلائیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی تائید و نصرت ان شاء اللہ انہیں حاصل ہوگی۔

امیر تنظیم اسلامی چونکہ اس تقریب کے مرکزی مقرر کی حیثیت حاصل تھی لہٰذا اسٹیج سیکرٹری نے دیگر مقررین کو اپنے خطابات مختصر کرنے کی درخواست کی۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی جنرل سیکرٹری الحاج عبداللطیف چیمہ نے کہا کہ پاکستان کے 98 فیصد عوام ملک سے سودی نظام کا خاتمہ چاہتے ہیں اور حقیقی اسلامی بینکاری کی اشد ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ پاکستانی عوام لبرل ازم کے ذریعے نہیں بلکہ اسلامی پاکستان کے ذریعے ترقی کے خواہاں ہیں۔ اس ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت علماء کرام اور مدارس دینیہ کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ نائن الیون کا واقعہ افغانستان کو تباہ کرنے کے لیے برپا کیا گیا۔ سانحہ سیون سیون پاکستان کو تباہ کرنے کی کوشش تھی۔ اب فرانس پر حملے شام کو تہ تیغ کرنے کے لیے کیے گئے ہیں۔ جب تک ہم ملک کی نظریاتی سرحدوں کو محفوظ نہیں بناتے، مقاصد پاکستان حاصل نہیں ہو سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی پاکستان میں وہ مقام و مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔ مولانا عبدالرحیم نقشبندی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں دیکھا جائے تو سود کے ادنیٰ ترین درجے کو اپنانے والا بھی دولت ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔ امت مسلمہ کو سود سے نجات حاصل کرنے کے لیے میدان عمل میں نکلنا ہوگا۔ ملک میں غیر اسلامی ایجنڈے کے نفاذ کو روکنے کے لیے علماء کرام کو زبردست تحریک چلانا ہوگی۔ ہماری دنیا اور آخرت کی کامیابی لبرل ازم کے نفاذ میں نہیں، اسلام ازم کے عملی نفاذ میں ہے۔ تحریک عظمت اسلام کے چودھری رحمت علی اور امیر شبان اسلام حافظ حسین احمد نے بھی مختصر خطابات فرمائے۔ پروگرام کے آخر میں رئیس جامعۃ الحمید اور امیر تحریک نفاذ اسلام شیخ الحدیث مفتی حمید اللہ جان نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ دین اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔ سودی نظام کا متبادل نہ پانے والے اسلام کو مکمل ضابطہ حیات نہیں سمجھتے۔ انہوں نے کہا کہ سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد سود پر ہے۔ ملک سے سود کے خاتمے کے لیے تحریک ختم نبوت کی طرز پر تحریک چلانا ہوگی۔ علماء کرام ملک سے سود کے مکمل خاتمے تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ سودی نظام کی موجودگی میں ملک وقوم کو دیرپا امن و سکون حاصل نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت ہمیں آئینی راستہ دے تو ہم 24 گھنٹوں میں بلا سود نظام بینکاری متعارف کروا سکتے ہیں۔ اجتماعی دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

مشترکہ اعلامیہ

کل جماعتی کانفرنس، زیر انتظام ملی یکجہتی کونسل پاکستان

منعقدہ 21 نومبر 2015ء اسلام آباد ہوٹل، اسلام آباد

صدر ملی یکجہتی کونسل پاکستان ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر کی زیر صدارت یہ کل جماعتی کانفرنس ملک کی نظریاتی اساس اور دینی تشخص کو درپیش خطرات کا پوری طرح ادراک کرتے ہوئے اور مسلمانان پاکستان کی ترجمانی کرتے ہوئے حکومت سے یہ مطالبات کرتی ہے کہ:

1۔ وزیراعظم پاکستان باطل طاقتوں کے دباؤ میں آ کر پاکستان کو لبرل ریاست بنانے کے اعلان کو واپس لیں اور قوم کو یہ دو ٹوک یقین دہانی کرائیں کہ وہ دستور پاکستان اور قیام پاکستان کے متفقہ مقاصد کی روشنی میں پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی ریاست بنائیں گے۔

2۔ حکومت نے شریعت کے خلاف جو اقدامات خود کیے ہیں یا پاکستانی عدالتوں کے ذریعے کروائے ہیں، ان کی اصلاح کے لیے وہ فوری اقدامات کرے۔

☆ جیسے سود کے استیصال کا مسئلہ غیر ضروری طور پر سرد خانے میں ڈال دیا گیا ہے جو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف کھلا اعلان جنگ ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت اپیلٹ بنچ کے 1999ء کے فیصلے پر فوری عمل درآمد کو یقینی بنائے۔

☆ جیسے سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ کے حالیہ فیصلے نے دستور میں موجود تمام اسلامی دفعات کی حیثیت کو بری طرح مجروح کر دیا ہے حالانکہ دستور کی اصل اساس اسلام اور اس میں موجود اسلامی دفعات ہیں جو کہ ناقابل ترمیم ہیں۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ان اسلامی دفعات کی مسلمہ حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے فل بنچ کے فیصلے پر حکومت خود نظرثانی کی درخواست دائر کر کے اس فیصلے کی اصلاح کروائے۔

3۔ معاشرے میں میڈیا کے ذریعے بڑھتی ہوئی فحاشی و عریانی کا قرآن وسنت کی روشنی میں موثر سدباب کیا جائے اور پیمرا کو پابند کیا جائے کہ وہ نظریہ پاکستان کی اساس اور اسلام کے حیا اور عفت کے نظام کے خلاف اقدامات بند کرے اور سپریم کورٹ آف پاکستان سے الیکٹرانک میڈیا سے بے حیائی کے تدارک اور قاضی حسین احمد مرحوم کی طرف سے دائر کردہ رٹ کا جلد از جلد فیصلہ کروائے۔

4۔ پیمرا کو پابند کیا جائے کہ وہ دینی جماعتوں بالخصوص جماعت الدعوۃ اور ایف آئی ایف جو خدمت و فلاح کا ادارہ ہے، کی کوریج سے پابندی اٹھائے۔

5۔ ہم سپریم کورٹ آف پاکستان کے غازی ممتاز حسین قادری کیس میں حالیہ فیصلے کو غیر شرعی قرار دیتے ہوئے مسترد کرتے ہیں۔ ممتاز قادری کا مسئلہ خالصتاً اسلامی مسئلہ ہے۔ اسے اسلامی اصولوں اور قوانین کی روشنی میں فوری طور پر حل کیا جائے۔

6۔ عقیدہ ختم نبوت کے خلاف جو مواد قانونی پابندی کے باوجود کسی بھی صورت میں شائع ہو رہا ہے اسے ضبط کرے اور اس کو تحریر کرنے اور اس کی اشاعت و تقسیم کرنے والوں کے خلاف موثر قانونی کارروائی عمل میں لائے۔

7۔ پاکستان میں عدل و انصاف کی فراہمی دشوار اور طویل ترین بنا دی گئی ہے۔ عوام کو فوری اور سستا انصاف فراہم کرنے کے لیے اسلام کا نظام قضاء و عدل بالفعل نافذ کیا جائے اور موجودہ عدالتی نظام کی کمزوریوں کو دور کیا جائے۔

8۔ آئی ایم ایف سے دھڑا دھڑ قرض لینے کے بجائے سیاستدانوں، حکمرانوں اور طبقہ اشرافیہ کا سرمایہ جو غیر قانونی طور پر ملک سے باہر منتقل کیا گیا ہے اس کو فی الفور واپس لایا جائے تاکہ ملکی معیشت کو خود انحصاری کی بنیاد پر قائم کیا جائے۔

9۔ حکومت دیگر موثر برادر اسلامی ممالک سے مل کر امت مسلمہ کے باہمی مسائل حل کرنے کے لیے فوری پیش قدمی کرے۔ بالخصوص بھارت، مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کا قتل عام بند کروایا جائے اور پاکستان، افغانستان، مقبوضہ کشمیر اور بنگلہ دیش میں بھارت کی روز افزوں سازشوں اور جارحیت کے سامنے مضبوط بند باندھا جائے۔

10۔ بنگلہ دیش میں صلاح الدین چودھری اور علی احسن مجاہد کو دی جانے والی سزائے موت اس معاہدے کے سراسر خلاف ہے جو پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کی

حکومتوں کے درمیان 1971ء کی جنگ کے بعد طے پایا تھا۔ اس حوالے سے حکومت پاکستان کی خاموشی ایک مجرمانہ غفلت ہے۔ حکومت پاکستان ان معاہدوں پر عملدر آمد کو یقینی بنائے۔

11۔ ہم بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کا احترام پامال کرنے اور فلسطینی عوام پر مسلسل ظلم و جبر روا رکھنے پر غاصب صیہونی حکومت کی مذمت کرتے ہیں اور فلسطینی عوام کے تیسرے انتفاضہ کی مکمل حمایت کا اعلان کرتے ہیں۔ حکومت پاکستان فلسطینی عوام کے حقوق کی بازیابی کے لیے عالمی سطح پر آواز اٹھائے۔

اگر حکومت نے ہمارے مذکورہ بالا مطالبات پورے نہ کیے تو پاکستان کی نظریاتی اساس کے تحفظ کے لیے ہم ملک گیر تحریک چلائیں گے۔

☆ ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ سپریم کورٹ کے فیصلے کی روح کے مطابق اردو کو قومی و سرکاری زبان کی حیثیت سے نافذ کرنے کے لیے ضروری اقدامات کرے۔

☆☆☆

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ قرآن اکیڈمی، لاہور کے استقبالیہ کلرک محبّ الرحمٰن کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ لاہور شرقی کے رفیق آصف جاوید کی خالہ اور رفیقہ خالدہ جاوید کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

☆ تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کے رفیق عبدالرحمٰن کے بہنوئی وفات پا گئے۔

☆ حلقہ کراچی شمالی وسطی کے رفیق جناب محمد رضوان کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔

☆ تنظیم اسلامی بٹ خیلہ کے ملتزم رفیق شیر محمد کی 14 سال کی بچی وفات پا گئی۔

☆ تنظیم اسلامی بٹ خیلہ کے ملتزم رفیق تاج الدین کی ممانی وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ جنوبی پنجاب، ملتان کینٹ کے رفیق شیخ محمد سلمان کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

حلقہ لاہور شرقی کے تحت فہم القرآن کلاس

حلقہ لاہور شرقی کے تحت جاری فہم القرآن کلاس میں ہر جمعرات کو آخری پیریڈ میں اضافی محاضرات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ 15 اکتوبر کو پروفیسر قلب خاور بشیر بٹ کو دعوت دی گئی۔ انہوں نے بذریعہ ملٹی میڈیا لوگوں کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھائی اور شرکاء کلاس میں قرآن مجید سے محبت پیدا کرنے کے لیے مختلف مثالیں دیں۔ ان کا یہ پروگرام ایک گھنٹہ پر محیط تھا۔ بعدازاں انہوں نے شرکاء کلاس کو ایک عدد کتاب اور سی ڈی بطور ہدیہ دینے کا وعدہ کیا۔ اس سلسلہ کا دوسرا پروگرام 26 اکتوبر بعد نماز مغرب شروع ہوا۔ مدرس کی ذمہ داری امیر حلقہ کراچی شمالی شجاع الدین شیخ نے ادا کی۔ ان کا موضوع تھا ''اجتماعیت کی اہمیت وضرورت''۔ شجاع الدین شیخ نے دین کے ہمہ گیر تصور سے بات کا آغاز کیا اور فرمایا کہ دین اپنا غلبہ چاہتا ہے اور اس غلبہ کے لیے تمام مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود اللہ کا بندہ بننے کی کوشش کریں، اللہ کی بندگی کی دوسروں کو دعوت دیں اور بندگی رب کے نظام کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔ آخری فرض کی ادائیگی کے لیے اجتماعیت فرض ہے۔ انہوں نے کسی بھی صالح جماعت میں شمولیت اختیار کرنے کے لیے بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے 5 اصول بھی گنوائے۔ شرکاء کلاس و احباب سے سوال و جواب کی نشست بھی رکھی گئی۔ اس پروگرام میں 20 خواتین اور 100 مرد حضرات شامل تھے۔ فہم القرآن کلاس میں شرکاء کی تعداد 40 مرد اور 10 خواتین ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور شرکاء اور انتظامیہ کے لیے توشہ آخرت بنادے۔ (رپورٹ: ابومصباح)

حلقہ جنوبی پنجاب کے زیر اہتمام شب بیداری و مظاہرہ

قرآن اکیڈمی کوٹ ادو میں 21، 22 نومبر 2015ء کو مشترکہ شب بیداری پروگرام اور سود مہم کے حوالے سے مظاہرہ کا انعقاد ہوا۔ 21 نومبر 2015ء کو نیو ملتان سے تقریباً 60 رفقاء بس کے ذریعے اور باقی اپنی اپنی سواریوں پر کوٹ ادو روانہ ہوئے۔ نماز عصر کے فوراً بعد محمد عرفان بٹ کا ''عظمت قرآن مجید'' کے موضوع پر تفصیلی درس قرآن ہوا۔ مغرب تک تقریباً 200 رفقاء جمع ہو گئے۔ نماز مغرب کے بعد محمد سلیم اختر نے ''فرائض دینی کا جامع تصور'' پر پُر جوش خطاب فرمایا، جسے شرکاء نے بہت پسند کیا۔ ناظم قرآن اکیڈمی جام عابد حسین رفقاء کو خوش آمدید کہتے رہے۔ انہوں نے مہمان رفقاء کے لیے خصوصی انتظامات کیے ہوئے تھے۔ نماز عشاء کے بعد امیر حلقہ نے ''منہج انقلاب نبویؐ'' پر ڈیڑھ گھنٹہ تفصیلی خطاب فرمایا۔ مقامی لوگ بھی کافی تعداد میں خطابات میں شریک ہوئے جس سے قرآن اکیڈمی ایک علاقائی اجتماع کا سماں پیش کر رہی تھی۔ خطاب کے بعد مرزا قمر رئیس بیگ نے تنظیم کی طرف سے جاری سود مہم کے حوالے سے رفقاء کو آگاہ کیا اور اس مہم کے حوالے سے جوش و جذبہ اُبھارا۔ اگلے دن نماز فجر سے قبل کچھ رفقاء نے نوافل ادا کیں، کچھ تلاوت قرآن میں مشغول ہو گئے۔ نماز فجر کے بعد عطاء اللہ خان نے منتخب نصاب نمبر 2 سے انقلابی کارکنوں کے اوصاف کے حوالے سے درس قرآن دیا۔ درس کے بعد ایک گھنٹہ کا وقفہ رکھا گیا۔ پھر 2 بجے ملٹی میڈیا کے ذریعے اوریا مقبول جان کا خطاب بحوالہ ''سود کی تاریخ'' سامعین کو دکھایا گیا، جسے رفقاء نے نہایت توجہ سے سنا۔

مظاہرہ وریلی

ناظم مظاہرہ محمد عرفان بٹ نے ساڑھے نو بجے رفقاء کو اکٹھا کیا اور انہیں ایک ترتیب کے ساتھ قطاروں میں کھڑا کرنا شروع کیا۔ 10 بجے قرآن اکیڈمی کوٹ ادو سے 250 افراد پر مشتمل ریلی کوٹ ادو شہر کی طرف روانہ ہوئی۔ اکیڈمی سے شہر کی مسافت تقریباً 2 کلومیٹر تھی۔ جیسے جیسے رفقاء کی منظم ریلی شہر کی طرف بڑھتی گئی، اہل علاقہ اس پُرامن مظاہرہ و ریلی کو دیکھتے رہے۔ بہت سے لوگوں نے اس منظم ریلی کے نظم وضبط کو سراہا اور ریلی میں شرکت بھی کی۔ کوٹ ادو شہر کے مین بازار میں آدھ گھنٹہ کھڑے رہنے کے بعد ریلی واپس قرآن اکیڈمی کی طرف روانہ ہوئی۔ پریس سے فوٹو گرافر بھی آئے۔ امیر حلقہ نے انہیں پریس ریلیز بھی دی۔ تقریباً 2 گھنٹے کی واک کے بعد رفقاء واپس قرآن اکیڈمی پہنچے۔ امیر حلقہ نے تمام رفقاء کا شکریہ ادا کیا اور رفقاء واپس اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ کوٹ ادو شہر میں تنظیم اسلامی کا یہ پہلا مظاہرہ تھا جو کہ الحمدللہ بہت کامیاب رہا۔ اللہ پاک ہم سب کی کوششوں کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین!

(مرتب: شوکت حسین انصاری)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ”قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور“ میں

11 تا 13 دسمبر 2015ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا اتوار نماز ظہر)

مدرسین تربیتی کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے،

برائے رابطہ: 042-37520902 042-35442290
0333-4372637 0323-8269336

اور

”جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ سعد اللہ جان کالونی،

عقب (Admor) ایڈمور پٹرول پمپ نزد سرصاحب زادہ پبلک سکول،

پرانا حاجی کیمپ، جی ٹی روڈ، پشاور“ میں

18 تا 20 دسمبر 2015ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا اتوار نماز ظہر)

نقباء تربیتی کورس

(نئے و متوقع نقباء کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے،

برائے رابطہ: 091-2262902 0333-9244709
0333-9291915

زیادہ سے زیادہ رفقاء مندرجہ بالا پروگراموں میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت:
(042)36316638-36366638

سیرتِ مطہرہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دلپذیر موضوع پر
بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے فکر کا نچوڑ

سیرتِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیرت طیبہ پر ڈاکٹر صاحب کی زندگی کے آخری خطابات کا مجموعہ

عمدہ طباعت — دیدہ زیب ٹائٹل
صفحات: 240 — قیمت: 180 روپے

خود مطالعہ کیجیے
دوستوں کو تحفتاً پیش کیجیے

ملنے کا پتہ

مکتبہ خدام القرآن لاہور
قرآن اکیڈمی، 36 کے، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 03-(042)35869501
فیکس: (042)35834000 ای میل: maktaba@tanzeem.org
ویب سائٹ: www.tanzeem.org

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں — تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

شمارہ دسمبر 2015ء
ربیع الاول ۱۴۳۷ھ

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

اہم مضامین

☆ جمہوریت، لبرل ازم اور قوم کا مستقبل	ایوب بیگ مرزا
☆ حسنِ معاشرت، طلبِ علم اور درس و تدریس کی فضیلت (مطالعہ حدیث)	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ قرآن کریم کی اصولی باتیں (۴)	ڈاکٹر عمر بن عبداللہ المقبل
☆ ابراہیمی نصابِ تعلیم و تربیت	محمد رشید عمر
☆ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں جامعیت	پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ حاجی عبدالواحد صاحبؒ کی یادداشتیں (۲)	پروفیسر حافظ قاسم رضوان
☆ عورت کا الگ رہائش کا مطالبہ: چند ضروری وضاحتیں	بیگم ڈاکٹر عبدالخالق

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ”بیان القرآن“ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 30 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 300 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

Vol: 24 Regd. No. C.P.L NO.114 No. 45

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore